COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

PDFBOOKSFREE.PK

نیا مکتبہ اقرأ

عنبر ناگ ماریا اور کیٹی خلا میں

ماریا طوفانی رات میں

اے حمید

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

پیارے دوستو!

عنبر ناگ ماریا کی تازہ قسط لے کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں۔ یہاں میں اپنے ان تمام دوستوں کا تہہ دل سے شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں جو مجھے پیارے پیارے محبت بھرے خط لکھ کر اپنی پسندیدگی کا اظہار کرتے رہتے ہیں۔ دعا کریں کہ میں آپ کے لیے ایسے ہی پیارے پیارے معلوماتی اور دلچسپ ناول لکھتا رہوں۔ کیوں کہ آپ دوست بڑے معصوم اور سچے ہیں اور اللہ تعالےٰ معصوم اور سچے انسانوں کی دعا قبول فرماتا ہے۔ کئی دوستوں نے مجھ سے زرتاشہ مشن کے بارے میں سوال کیے ہیں۔ ان کی خدمت میں عرض ہے کہ میں اب صرف عنبر ناگ ماریا اور کیپٹی کی داستان ہی لکھ رہا ہوں۔ دوسری کوئی کتاب نہیں لکھ رہا۔ میری دلی خواہش ہے کہ میں عنبر ناگ ماریا کی داستان پر زیادہ سے زیادہ محنت کروں اور اسے زیادہ سے زیادہ دلچسپ، معلومات سے پُر اور نصیحت آموز بناؤں تاکہ دلچسپی کے ساتھ ساتھ آپ کو زندگی کے بارے میں بھی حقیقی معلومات بھی حاصل ہوں۔

آپ کا انکل

اے حمید

۴۵۴ این راہِ چمن سمن آباد لاہور

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

قیمت ۔/۵۰ روپے

جملہ حقوق بحق پبلشرز محفوظ ہیں

۱۹۸۶ء

ناشر : نیا مکتبہ اقراء ۴۰۴ بی شاہ عالم مارکیٹ لاہور
طابع : تاج دین پرنٹرز، آبکاری روڈ لاہور

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

فہرست

ماریا طوفانی رات میں
ڈاکو منگا بہادر
ناگ بے ہوش ہو گیا
بھیانک سیارہ
موت کا فرار

ماریا طوفانی رات میں

پھر اچانک شردمنی ناگن نے حملہ کر دیا۔

عنبر، ناگ، ماریا، کیٹی اور پادری صاحب کالج کی کھڑکی کے شیشے کے ساتھ لگے برفانی رات کے اندھیرے میں یہ سارا منظر دیکھ رہے تھے۔ زندہ لاش شردمنی ناگن کو دبوچنے ہی لگی تھی کہ عورت کے چہرے والی شردمنی ناگن نے حملہ کر دیا۔ اس کا حملہ یہ تھا کہ اس کے نتھنوں میں سے سبز رنگ کے دھوئیں کی لکیر بجلی کی تیزی سے نکل کر زندہ لاش کے چہرے سے ٹکرائی۔ لاش کے حلق سے ایک ایسی ڈراؤنی چیخ نکلی کہ ایک بار تو شردمنی ناگن بھی خوف کھا کر دو قدم پیچھے ہٹ گئی۔

زندہ لاش کا سارا جسم ایک دم سبز پڑ گیا۔ پھر سیاہ ہو گیا۔ زندہ لاش اپنی جگہ سے پیچھے ہٹی۔ وہ مڑنا چاہتی تھی کہ اس کا جسم پگھلنے لگا۔ سب سے پہلے اس کے لمبے لمبے بازو موم کی طرح پگھل کر بہہ گئے۔ اس کے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

بعد اس کی ٹانگیں پگھل گئیں۔ زندہ لاش ایک ستون کی طرح دھم سے نیچے برف پر گر پڑی۔ سُرومنی ناگن نے ایک بار پھر سبز زہر کے دھوئیں کی لکیر اس کے جسم پر پھینکی۔

زندہ لاش کے حلق سے ایک اور چیخ نکلی۔ یہ اس کی زندگی کی آخری چیخ تھی۔ اس کے بعد زندہ لاش کا سارا جسم پانی بن کر برف پر بہہ گیا۔ زندہ لاش کا نام ونشان ختم ہو چکا تھا۔

پادری صاحب نے خوش ہو کر کہا:

"سُرومنی ناگن نے زندہ لاش کو ہلاک کر دیا۔"

عنبر ناگ ماریا اور کیٹی تیزی سے نکل کر سُرومنی ناگن کے قریب آ گئے۔ پادری صاحب بھی ان کے ساتھ تھے ناگ نے سُرومنی ناگن کا شکریہ ادا کیا۔ برف پر اب زندہ لاش کا سبز رنگ کا پانی بہہ کر آہستہ آہستہ غائب ہو رہا تھا۔

سُرومنی ناگن نے کہا:

"مقدس ناگ! میں نے آپ کے حکم کی تکمیل کی ہے۔"

پادری صاحب نے ناگ کی طرف دیکھ کر کہا:

"ناگ بیٹا! اس ناگن کو کہو کہ اس نے ایک ظالم لاش سے انسانیت کو نجات دلا کر نیکی کا کام کیا ہے۔ خدا اسے اس کا اجر دے گا۔"

ناگ نے یہ بات ناگن کو بتائی تو وہ مسکرائی اور بولی:

"میں نے اپنا فرض ادا کیا ہے مقدس ناگ! اگر خداوند اسے قبول کر لے تو میری خوش قسمتی ہو گی۔ اب مجھے اجازت دی جائے۔ میں جاؤنگی۔"

ناگ نے سُرومنی ناگن کو اجازت دے دی۔ ناگن فضا میں بلند ہوئی اور پھر ہوا میں اڑتی ہوئی اندھیری رات میں غائب ہو گئی۔

پادری صاحب نے عنبر ناگ ماریا اور کیٹی کو ساتھ لیا اور واپس کالج میں آ کر آتشدان کے پاس بیٹھ گئے۔

عنبر نے پادری صاحب سے کہا:

"اب ہمیں اپنے ساتھی تھیوسانگ کی تلاش میں یہاں سے خلا میں جانا ہو گا۔ اس کے لیے ضروری ہے کہ ہم زندہ لاش کے غار میں جا کر کسی پرانے راکٹ کی مرمت کریں۔ کیونکہ وہاں کسی زمانے میں خلائی سنٹر تھا۔"

پادری صاحب نے کہا:

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"کیٹی ایک خلائی لڑکی ہے۔ میرا خیال ہے وہ راکٹ کو پھر سے ٹھیک ٹھاک کرلے گی۔ کیوں کیٹی؟ تمہارا کیا خیال ہے؟"

کیٹی نے کہا:

"فادر! میں نے خلائی سنٹر کے غار میں جو خلائی راکٹ دیکھے ہیں وہ اس قابل نہیں ہیں کہ پھر سے فضا میں بلند ہو سکیں۔"

ناگ بولا: "اس کا مطلب ہے کہ ہمیں یہاں مریخ والوں کے ٹھکانے پر جا کر کوئی راکٹ اُڑانا ہو گا۔"

ماریا نے کہا:

"کیا ہم عنبر کا غیبی شیشہ استعمال نہیں کر سکتے؟ اگر کیٹی اس کی ڈگری کی سمت ٹھیک کر دے تو ہم اکٹھے کسی خلائی سیارے پر پہنچ کر تھیوسانگ کی تلاش جاری رکھ سکتے ہیں۔"

کیٹی نے کہا:

"عنبر! مجھے غیبی شیشہ دکھاؤ۔"

عنبر نے غیبی شیشہ نکال کر کیٹی کے حوالے کر دیا۔ کیٹی اسے غور سے دیکھنے لگی۔ پادری صاحب، ماریا اور ناگ

بھی دلچسپی سے اسے تک رہے تھے۔ کیٹی نے دیکھا کہ غیبی شیشے کے پیچھے بٹن اور سوئی کے ساتھ کئی ایک خلائی ہندسے بنے ہوئے تھے۔ یہ ڈگریوں کے نشان تھے۔ خلائی لڑکی ہونے کی وجہ سے وہ ان ڈگریوں کے ہندسے پڑھ سکتی تھی مگر سوئی کا نشان کس سیارے کی طرف تھا؟ یہ جاننا بہت مشکل تھا۔

کیوں کہ یہ مریخ والوں کا غیبی شیشہ تھا۔

"کیا خیال ہے کیٹی؟" ناگ نے پوچھا۔

کیٹی بولی: "خطرہ مول لینے والی بات ہے۔ ویسے اس کی مدد سے ہم چاروں خلا میں کسی نہ کسی سیارے پر پہنچ سکتے ہیں۔"

ماریا نے کہا:

"ہمارا مقصد بھی یہی ہے کہ یہاں سے اڑ کر خلا میں کسی نہ کسی سیارے پر پہنچ جائیں اس کے بعد وہاں جا کر سوچیں گے کہ ہمیں اپنے ساتھی تھیوسانگ کو کہاں تلاش کرنا ہے۔"

عنبر نے کہا:

"ہو سکتا ہے ہم جس سیارے پر پہنچیں تھیوسانگ بھی اسی سیارے پر موجود ہو۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کیٹی کہنے لگی:

"میری رائے میں تمہیں اس معاملے پر ٹھنڈے دل سے سوچنا چاہیے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ تم یہاں سے غائب تو ہو جاؤ مگر خلا میں ایک دوسرے سے بچھڑ جاؤ۔"

ماریا نے پوچھا:

"کیٹی! کیا ایسا ہو سکتا ہے؟"

کیٹی نے کہا:

"ایسا ہو بھی سکتا ہے اور نہیں بھی ہو سکتا۔ آنکھیں بند کر کے چھلانگ لگانے والی بات ہے۔"

ناگ نے کہا:

"کچھ بھی ہو کم از کم ہم اس دنیا سے تو نکل جائیں گے۔"

عنبر نے کیٹی کے ہاتھ سے غیبی شیشہ لے کر کہا:

"پھر ٹھیک ہے۔ ہمیں یہاں سے ٹیک آف کرنے کے لیے تیار ہو جانا چاہیے۔"

پادری صاحب خاموشی سے عنبر کی طرف دیکھنے لگے۔

عنبر نے کہا:

"فادر! آپ ہمارے لیے دعا کریں کہ ہم اپنے مقصد

میں کامیاب ہوں۔"

پادری صاحب بولے:

"جو انسان دوسرے انسان کی بھلائی کے لیے گھر سے نکلتا ہے خداوند اس کی مدد کرتا ہے۔"

ماریا بولی: "میں تم لوگوں کے درمیان میں کھڑی ہوں گی کیونکہ نہ میں تمہارا ہاتھ پکڑ سکتی ہوں نہ تم میرا ہاتھ پکڑ سکتے ہو۔"

ناگ نے کہا:

"ٹھیک ہے تم میرے اور کیٹی کے بیچ میں آ جاؤ۔"

انہوں نے باری باری پادری صاحب سے ہاتھ ملایا اور ان کا شکریہ ادا کیا۔ کیٹی نے اس عرصے میں غیبی شیشے کی سوئی ایک خاص ڈگری پر لگا دی تھی۔ اس کے خلائی علم کے حساب سے یہ ایک ایسی کہکشاں کی ڈگری تھی جہاں آکسیجن پائے جانے کا بہت امکان تھا۔

عنبر نے غیبی شیشہ اپنے ہاتھ میں تھام لیا اور کہا:

"کیٹی، ماریا، ناگ! میرے ارد گرد کھڑے ہو کر ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑ لو۔ خبردار ہاتھ کسی صورت میں نہ چھوڑنا۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

لگے۔

ماریا نے کہا:

"میں کیا کروں گی؟"

ناگ بولا: "تم ہمارے درمیان خاموشی سے کھڑی رہنا۔"

عنبر کہنے لگا:

"جب ہم ایک ایک کر کے روشنی کے دائرے میں داخل ہوں تو اپنی آنکھیں بند کر لینا۔"

پادری صاحب آتشدان سے ہٹ کر کھڑے یہ دلچسپ نظارہ دیکھنے لگے۔

عنبر نے غیبی شیشے کا بٹن دبا کر سامنے دیوار پر گول روشنی کا دائرہ پھینکا۔ یہ دائرہ زرد روشنی سے دمک رہا تھا۔

عنبر نے کہا:

"اس دائرے کی طرف چلو۔"

کیٹی، ناگ، عنبر ایک ایک قدم اٹھاتے، ایک دوسرے کے ہاتھ میں ہاتھ ڈالے روشن دائرے کی طرف بڑھے ماریا ان کے درمیان میں تھی۔ جہاں روشنی کا دائرہ فرش سے ٹکرا رہا تھا وہاں جا کر کھڑے ہو گئے۔

پادری صاحب تعجب سے دیکھ رہے تھے کہ روشنی

کے دائرے میں داخل ہوتے ہی ناگ، عنبر اور کیٹی کے ساتھ غائب ماریا کا جسم بھی چاندی کی طرح چمکنے لگا۔ پھر ان کے جسم چاندی کے ذروں میں بدل گئے اور پادری صاحب کی آنکھوں کے سامنے عنبر ناگ کیٹی اور ماریا غائب ہو گئے۔ ان کے غائب ہونے کے بعد روشنی کا دائرہ بھی بجھ گیا۔

پادری صاحب نے سینے پر صلیب کا نشان بنا کر عنبر ناگ ماریا اور کیٹی کے لیے دعا کی اور آتشدان کے پاس بیٹھ کر بائبل پڑھنی شروع کر دی۔

عنبر نے آنکھیں کھول دیں۔

سب سے پہلے اس کے پاؤں کسی سخت چیز سے ٹکرائے۔ اس نے دیکھا کہ ناگ اور کیٹی بھی اس کے ساتھ تھی۔ اسے ماریا کی خوشبو بھی آ رہی تھی۔ عنبر نے خوشی سے چلا کر کہا:

"ماریا! تم بھی ساتھ ہو؟"

"ہاں" ماریا نے کہا۔

ناگ بولا: "یہ ہم کہاں کھڑے ہیں؟"

کیٹی نے چاروں طرف نگاہ دوڑائی۔ اس نے کہا:

"ہم کسی سیارے کے چھوٹے سے ٹکڑے پر ہیں

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

جو خلا میں تیر رہا ہے۔"

ناگ عنبر ماریا نے بھی دیکھا کہ وہ ایک بہت بڑی خلائی چٹان کے اوپر کھڑے تھے یہ سیاہ چٹان خلا میں بڑی رفتار سے ایک طرف بھاگی جا رہی تھی

ماریا نے کیپٹی سے پوچھا:

"کیپٹی! یہ تو کوئی سیارہ نہیں ہے۔ بلکہ کسی سیارے کا ٹکڑا ہے۔ ہم کہاں جا رہے ہیں؟"

کیپٹی نے غور کرتے ہوئے کہا:

"یہ چٹان ہمیں کسی سیارے کی طرف لے جا رہی ہے۔ ایک بات کی تسلی ہے کہ یہاں خلاء میں آکسیجن موجود ہے ہم کسی بہت بڑے سیارے کی فضا میں ہیں ہم خلا میں نہیں ہیں۔"

یہ بڑی اچھی بات تھی۔ کیوں کہ اگر وہ خلا میں ہوتے تو آکسیجن نہ ہونے کی وجہ سے انہیں نقصان پہنچ سکتا تھا۔ سیاہ خلائی چٹان بڑی تیزی سے فضا میں آگے ہی آگے بڑھتی جا رہی تھی۔ فضا میں خلا کی تاریکی نہیں تھی۔ آسمان بادلوں میں گھرا ہوا تھا اور ان کے پیچھے سے ہلکی ہلکی دن کی روشنی نکل رہی تھی۔

چٹان فضا میں آگے ہی آگے بڑھ رہی تھی۔ اچانک

عنبر نے دور فضا میں ایک طرف اشارہ کیا۔ انہوں نے دور فضا میں ایک بہت بڑا چہرہ دیکھا جو آہستہ آہستہ قریب آ رہا تھا۔

"یہ کس کا چہرہ ہے کیپٹی؟" عنبر نے پوچھا۔

سب اس چہرے کو تک رہے تھے ناگ بولا:

"مجھے تو یہ کسی جانور کا چہرہ لگ رہا ہے۔"

ماریا بولی: "یہ تو کسی بہت بڑے بھیڑیئے کا چہرہ ہے"

ناگ نے کہا:

"اس کا منہ کھلا ہے۔ اس کے لمبے نوکیلے دانت مجھے صاف نظر آ رہے ہیں۔ کیا تم بھی دیکھ رہے ہو؟"

"ہاں" عنبر نے کہا۔

کیپٹی کہنے لگی:

"یہ کسی پُراسرار کہکشاں کا سیارہ ہے۔"

عنبر نے پوچھا:

"لیکن یہ بھیڑیا ہمارے سامنے فضا میں کیوں منہ پھاڑے کھڑا ہے؟"

کیپٹی نے کہا:

"ہو سکتا ہے یہ بھیڑیئے کا منہ اس پُراسرار سیارے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

میں داخل ہونے کا دروازہ ہو۔"
ناگ نے خبردار کرتے ہوئے کہا:
"ہوشیار ہو جاؤ۔ ہماری چٹان اس بھیڑیئے کے منہ میں داخل ہونے والی ہے۔"

ماریا نے کہا:
"میرے خداوند! کس قدر بھیانک اور بڑا منہ ہے اس بھیڑیئے کا۔"

"اس کی زرد آنکھیں بھی چمک رہی ہیں۔" عنبر نے کہا۔

کیٹی بولی: "ایک دوسرے کے ہاتھ پکڑ لو۔ ہو سکتا ہے۔ بھیڑیئے کے منہ میں داخل ہوتے وقت ہمیں جھٹکا لگے۔"

انہوں نے ایک دوسرے کے ہاتھ پکڑ لیے۔ سیاہ خلائی چٹان کی رفتار بھیڑیئے کے بہت بڑے کھلے ہوئے بھیانک منہ کے قریب پہنچ کر آہستہ ہو گئی تھی۔ اب انہیں خلائی بھیڑیئے کا کھلا ہوا منہ صاف نظر آنے لگا تھا۔ یہ کسی آدم خور بھیڑیئے کا منہ تھا جو پہاڑ کی طرح تھا اور کسی بہت بڑے اونچے لمبے قلعے کے دروازے کی طرح کھلا تھا۔ سیاہ خلائی چٹان بھیڑیئے کے منہ میں داخل ہو گئی۔

بھیڑیئے کے منہ میں داخل ہوتے ہی انہیں ایک جھٹکا لگا۔ کیٹی کا خیال درست تھا۔ اب وہ خلائی بھیڑیئے کے حلق میں سے گزر رہے تھے۔ یہاں گھپ اندھیرا تھا۔ ماریا ان کے درمیان بیٹھی تھی۔ خلائی چٹان اندھیرے میں تیرتی آہستہ آہستہ آگے بڑھ رہی تھی۔

پھر انہیں بھیڑیئے کے حلق میں دور سفید روشنی نظر نظر آئی۔ اس روشنی میں انہوں نے سیاہ پتھروں کے اونچے اونچے ستونوں والا ایک میدان دیکھا۔ روشنی قریب آ گئی تھی۔ پتھر کے ستونوں کے اوپر بھیڑیئے کا منہ بنا ہوا تھا جو کھلا تھا اور جس کے نوکیلے دانت باہر نکلے ہوئے تھے۔

سیاہ خلائی چٹان آہستہ سے اس میدان کے ساتھ لگ گئی۔

عنبر نے چٹان پر سے چھلانگ لگا دی۔
کیٹی نے کہا:
"اس پر سے کود جاؤ۔ یہ واپس جا رہی ہے۔"
عنبر کے ساتھ ہی کیٹی اور ناگ بھی چٹان سے کود گئے۔ ماریا بھی اچھل کر دوسری طرف آ گئی۔
"میرے خداوند! یہ تو کوئی ڈراؤنے خواب کا

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

سیارہ ہے۔"

عنبر ناگ اور کیٹی بھی حیرت سے اونچے لمبے سیاہ پتھریلے ستونوں کو دیکھ رہے تھے۔ جن کے اوپر کھلے منہ والے بھیڑیئے کے سر بنے تھے۔

عنبر نے کہا:

"یہاں ضرور بھیڑیوں کی مخلوق آباد ہو گی۔"

ناگ بولا: "ہمیں ان سے چوکس رہنا ہو گا۔ وہ کسی بھی طرف سے اچانک ہم پر حملہ کر سکتے ہیں۔ آسمان پر بادل ہیں مگر روشنی بھی ہے۔ میرا خیال ہے میں عقاب بن کر اس علاقے کا جائزہ لیتا ہوں۔"

ماریا نے کہا:

"ابھی نہیں ناگ بھیا! ابھی ہمیں کچھ پتہ نہیں کہ یہاں کیا کچھ چھپا ہوا ہے۔"

عنبر نے کہا:

"کیٹی! تم خلائی لڑکی ہو۔ تمہارا کیا خیال ہے؟"

کیٹی نے گہرا سانس کھینچ کر کہا:

"فضا میں آکسیجن موجود ہے۔ یہاں ضرور پانی بھی ہو گا۔ مگر سبزہ نہیں ہے۔ جس کا مطلب ہے کہ

کاربن ڈائی آکسائڈ یہاں کسی دوسرے روپ میں ظاہر ہوئی ہو گی۔"

"کیا مطلب؟" ناگ نے پوچھا۔

کیٹی بولی: "مطلب یہ کہ اگر کاربن ڈائی آکسائیڈ یہاں درختوں اور سبزے کی شکل میں نہیں اُگتی تو وہ کسی دوسری شکل میں بھی ظاہر ہو سکتی ہے۔"

وہ اسی طرح باتیں کرتے سیاہ ستونوں کے درمیان سے گذر رہے تھے۔ انہیں ابھی تک وہاں کوئی مخلوق نہیں ملی تھی۔ ستونوں والے میدان میں دن کی دھیمی روشنی پھیلی تھی۔

عنبر کہنے لگا:

"ہو سکتا ہے یہاں چھیوسانگ مل جائے۔"

کیٹی نے کہا:

"یہاں کچھ بھی ہو سکتا ہے۔ ابھی تو یہ دیکھنا ہے کہ یہاں کی مخلوق کون ہے۔"

چلتے چلتے وہ میدان کے دوسرے کنارے پر پہنچ گئے۔ یہاں پتھروں کے اونچے اونچے سیاہ ستونوں کے درمیان سیارہ زمین پر ایک بہت بڑے بھیڑیئے کا منہ کھلا ہوا تھا۔ یہ بھیڑیئے کا دیو قامت بُت تھا جو گردن تک زمین

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

میں دھنسا ہوا تھا۔ بھیڑیئے کا منہ کھلا تھا اور اس کے حلق میں سیاہ پتھر کی سیڑھیاں نیچے جاتی تھیں۔

عنبر ناگ ماریا اور کیٹی اس بت کے پاس جا کر کھڑے ہو گئے۔

"یہ سیڑھیاں ضرور کسی غار میں جاتی ہوں گی۔" ماریا نے کہا۔

عنبر بولا: "سوال یہ ہے کہ اس غار میں کیا ہو گا؟"

کیٹی نے کہا:

"اس کے لیے ہمیں اس کے اندر جانا ہو گا۔"

ناگ کہنے لگا:

"بہتر ہے کہ میں اکیلا سانپ کی شکل میں اس کے اندر جا کر دیکھتا ہوں۔"

ماریا کہنے لگی:

"تمہاری جگہ اگر میں جاؤں تو زیادہ مناسب ہو گا کیونکہ تم سانپ بن کر بھی جاؤ گے تو نظر آؤ گے۔ میں غائب ہوں۔ مجھے کوئی نہیں دیکھ سکے گا۔"

کیٹی نے عنبر سے پوچھا:

"تمہارا کیا خیال ہے عنبر بھیا؟"

عنبر کچھ دیر خاموش رہا پھر بولا:

"میں ماریا کو خطرے میں ڈالنے کے حق میں نہیں ہوں۔ خدا جانے اس غار کے اندر کیا طلسم ہو اور ماریا کسی مصیبت میں پھنس جائے۔"

ماریا نے قہقہہ لگایا اور بولی:

"عنبر بھائی! ساری زندگی مصیبتوں میں پھنستے نکلتے گزر گئی ہے۔ مصیبتوں سے گھبرانا نہیں چاہیے۔"

کیٹی نے کہا:

"تو پھر جلدی سے واپس آ جانا۔ اندر زیادہ دیر مت لگانا۔ کیوں عنبر؟"

عنبر نے ناگ سے مشورہ کیا۔ ناگ بولا:

"میں اب بھی یہی کہوں گا کہ ماریا کی بجائے مجھے غار میں اترنا چاہیے۔"

اچانک عنبر بولا:

"ماریا کی خوشبو دور ہو رہی ہے۔"

ناگ نے چلّا کر کہا:

"ماریا! تم کہاں ہو؟"

کیٹی بولی: "میرا خیال ہے وہ غار میں اُتر رہی ہے۔"

ماریا کی دور سے آواز آئی:

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"میں سیڑھیاں اتر رہی ہوں۔ تم لوگ میری بالکل فکر نہ کرو۔ میں بہت جلد نیچے کا حال معلوم کر کے واپس آ جاؤں گی۔"

"ماریا! واپس آ جاؤ۔" عنبر نے چیخ کر کہا۔

مگر ماریا جا چکی تھی۔ اس کی خوشبو بہت مدھم پڑ گئی تھی۔ ماریا بھیڑیئے کے منہ کی سیڑھیاں اتر کر آخری سیڑھی پر پہنچ گئی تھی۔

عنبر، کیٹی اور ناگ بھیڑیئے کے منہ کے پاس پتھر پر بیٹھ گئے۔

عنبر نے سانس بھر کر کہا:

"ہمیں اب ماریا کا انتظار کرنا چاہیے۔"

ناگ بولا:

"میں ماریا کے پیچھے جا رہا ہوں۔"

عنبر نے ناگ کا بازو پکڑ لیا۔

"نہیں نہیں ناگ! میں تمہیں نہیں جانے دوں گا۔ ماریا جو غلطی کر چکی ہے وہ تم نہیں کرو گے۔ اب ہمیں اسی جگہ بیٹھ کر ماریا کا انتظار کرنا ہوگا۔"

ماریا نے آخری سیڑھی پر پہنچ کر دیکھا کہ اس کے

سامنے ایک گول سرنگ بنی ہوئی ہے۔ ماریا نے سرنگ میں چلنا شروع کر دیا۔ سرنگ ایسی نہیں تھی کہ جیسی پہاڑیوں کے اندر ہوا کرتی ہے۔ بلکہ یہ کسی ماڈرن زیر زمین لیبارٹری کی سرنگ لگ رہی تھی جس کی چھت پر زرد اور سفید پتھر کی ٹائیلیں لگی تھیں اور ان میں سے کہیں کہیں خود بخود روشنی نکل رہی تھی۔

آگے جا کر یہ سرنگ ایک طرف گھوم گئی۔

سرنگ کی دیوار بیضوی تھی اور یہاں بھی تھوڑے تھوڑے فاصلے پر سیاہ پتھر کے چھوٹے چھوٹے ستون لگے تھے۔ جن پر وہی بھیڑیئے کا کھلے منہ والا بت لگا تھا۔ آگے ایک گول دروازہ آ گیا۔ اس دروازے پر تانبے کا بڑا تالا لگا تھا۔ ماریا کو تالا کھولنے کی ضرورت نہیں تھی۔ وہ گول دروازے میں سے گذر گئی۔

دوسری طرف ایک شاندار اونچی چھت والا بڑا کمرہ تھا۔ چھت میں شیشے کے چوکھٹے لگے تھے۔ ان چوکھٹوں میں سے روشنی آ رہی تھی۔ سامنے والی دیوار بھی سفید اور زرد پتھروں سے بنی تھی اور ان پر پانچ بھیڑیوں کے کھلے منہ بنے ہوئے تھے۔ یہ کھلے منہ اتنے بڑے تھے کہ ان میں سے ایک آدمی آسانی سے گذر سکتا

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

تھا۔ ان بھیڑیوں کے منہ کے اندر تاریکی چھائی تھی۔
ماریا نے قریب جا کر دیکھا۔ ہر بھیڑیئے کے منہ کے آگے شیشہ لگا تھا جس طرح کہ کیمرے کے منہ پر شیشے کا لینز لگا ہوتا ہے۔

ماریا نے دیکھا کہ ہر بھیڑیئے کے منہ کے اوپر رومن ہندسوں میں ہزار دو ہزار تین ہزار چار ہزار اور پانچ ہزار لگا تھا۔ ماریا درمیان والے بھیڑیئے کے منہ کے سامنے کھڑی تھی۔ اس کی دائیں جانب دو اور بائیں جانب بھیڑیئے کے دو منہ تھے۔ ماریا کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ بھیڑیوں کے یہ منہ کس مقصد کے لیے بنائے گئے ہیں۔ ہر بھیڑیئے کے منہ پر ایک شیشہ لگا تھا۔ ہر بھیڑیئے کے منہ کے پاس سرخ رنگ کا ایک بٹن لگا تھا۔

ماریا نے درمیانی بھیڑیئے کے منہ کے اوپر دیکھا اس پر تین ہزار لکھا تھا۔ ماریا بھیڑیئے کے منہ کے پاس جا کر اس پر جھکی شیشے میں سے دوسری طرف دیکھنے لگی۔ اسے دوسری طرف کچھ نظر نہ آیا۔ بھیڑیئے کے منہ کے اندر گہری تاریکی اور گھپ اندھیرا تھا۔

ماریا اس شیشے کے اندر سے گذر سکتی تھی مگر وہ یہ دیکھنا چاہتی تھی کہ باہر سے کچھ نظر آتا ہے کہ نہیں باہر سے اسے کچھ نظر نہیں آ رہا تھا۔ ماریا نے بھیڑیئے

کے منہ کے پاس دیوار پر لگے بٹن کو آہستہ سے چھوا۔ بٹن سخت تھا۔

ماریا نے بٹن کو ذرا سا دبایا۔

بٹن ایک بار اندر کو دب کر واپس اپنی جگہ پر آ گیا۔

بٹن کے دبتے ہی درمیان والے بھیڑیئے کے منہ پر لگا ہوا شیشہ آہستہ آہستہ ایک طرف سرکنے لگا۔ شیشہ ہٹ گیا۔ ماریا ذرا آگے کو جھکی کہ اندر جھانک کر دیکھے کہ اچانک جیسے کسی زبردست کشش نے اسے اپنی طرف کھینچ لیا اور ماریا بھیڑیئے کے منہ کے اندر گھسٹتی ہوئی چلی گئی۔ ماریا کے اندر جاتے ہی شیشہ اپنی جگہ پر واپس آ گیا۔

ماریا نے اپنے آپ کو زبردست آندھی کے شور میں پایا۔ وہ کاغذ کے پرزے کی طرح اڑنے لگی۔ اتنی تیز ہوا تھی کہ اس کی آنکھیں نہیں کھل رہی تھیں۔ اتنا تیز ہواؤں کا شور تھا کہ اس کے کان پھٹنے لگے تھے۔ آندھی ماریا کو اڑائے لیے جا رہی تھی۔ ماریا اپنے آپ کو سنبھالنے کی بہت کوشش کر رہی تھی مگر ہوا اس قدر تیز تھی کہ وہ بے بس ہو گئی تھی۔

وہ گیند کی طرح گھومتی، اچھلتی، اڑتی ہوئی کسی

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

نامعلوم مقام کی طرف اڑی چلی جا رہی تھی۔ پھر ہواؤں کا شور کم ہونے لگا۔ آندھی کا زور ٹوٹ گیا۔ ماریا نے آنکھیں کھول دیں۔

سب سے پہلے جو چیز اسے نظر آئی وہ اس کا اپنا جسم تھا۔ ماریا کانپ اٹھی۔ وہ نظر آنے لگی تھی۔ اس کا جسم ظاہر ہو گیا تھا۔ اب وہ غیبی ماریا نہیں تھی۔ اس نے دیکھا کہ آسمان پر بجلی چمک رہی ہے۔ بادل گرج رہے ہیں۔ تیز بارش ہو رہی ہے اور نیچے اندھیری رات میں درختوں کے جھنڈ سیاہ دھبوں کی طرح دکھائی دے رہے ہیں۔

وہ ایک گھومتی ہوئی اُڑن طشتری کی طرح فضا میں چکراتی ہوئی نیچے زمین کی طرف آ رہی تھی۔ ماریا نے دو باتیں خاص طور پر محسوس کیں کہ ایک تو بارش میں اسے سردی نہیں لگ رہی تھی اور دوسری بات یہ کہ فضا میں اپنی زمین ایسی آکسیجن اور درختوں کی خوشبو رچی ہوئی تھی۔

وہ آہستہ آہستہ نیچے آ رہی تھی۔ وہ درختوں کے درمیان ایک چھوٹی سی ندی کے کنارے آ کر اُتر گئی۔

ماریا نے دیکھا کہ اس کا لباس بدل گیا تھا۔ وہ انگلش

گاؤن کی بجائے بسنتی رنگ کی ساڑھی میں ملبوس تھی۔ گلے میں سفید موتیوں کا ہار تھا۔ انگلیوں میں شاندار قیمتی ہیروں والی انگوٹھیاں تھیں۔ پاؤں میں جو جوتی تھی اس پر بھی ہیرے جڑے تھے۔ ماریا بڑی حیران ہوئی یہ شاندار لباس کہاں سے آ گیا؟

ضرور میں کسی طلسمی دنیا میں آ گئی ہوں۔ ماریا نے سوچا۔ بارش موسلا دھار ہو رہی تھی۔ ماریا کے بال اور شاندار ریشمی ساڑھی بارش میں بھیگ رہی تھی مگر اسے سردی بالکل نہیں لگ رہی تھی۔ اس سے معلوم ہوتا تھا کہ ماریا اگرچہ سب کو نظر آ سکتی ہے مگر اس کے جسم کی طاقت ختم نہیں ہوئی۔ ماریا بارش میں ندی کے کنارے کھڑی تھی۔ اس نے دیکھا کہ دور جنگل کے اندھیرے میں روشنی اس کی طرف بڑھ رہی ہے۔

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ڈاکو منگا بہادر

ماریا اس روشنی کی طرف بڑھنے لگی۔

ماریا نے اتنا اندازہ لگا لیا تھا کہ وہ کسی دوسری دنیا میں پہنچ گئی ہے۔ مگر یہ کون سی دنیا تھی؟ اسے معلوم نہیں تھی۔ اسے یہ بھی احساس ہو گیا تھا کہ اس نے شاہی لباس پہن رکھا ہے۔ ندی کے کنارے چلتے ہوئے ماریا نے دیکھا کہ بارش میں بھیگتے جنگل کے اندھیرے میں سے چار آدمی ہاتھوں میں مشعلیں لیے باہر نکلے۔ ان کے جسموں پر زرہ بکتر تھا۔ کمر کے ساتھ تلواریں لٹک رہی تھیں۔ یہ چاروں سپاہی تھے۔ ماریا وہیں رک گئی۔

ماریا نے ہوا میں اڑنے کی کوشش کی مگر وہ اپنے جسم کو اوپر نہ اٹھا سکی۔ اتنے میں چاروں سپاہی اس کے پاس آ کر ایک دم جھک گئے پھر ایک سپاہی آگے بڑھا۔ ہاتھ جوڑ کر بولا:

"راج کماری پشپاولی! بھگوان کا شکر ہے کہ آپ ہمیں مل گئیں۔ مہاراج اور مہارانی آپ کے گم ہو جانے سے سخت پریشان تھے۔"

ماریا سمجھ گئی کہ وہ کسی ایسے زمانے میں آ گئی ہے جہاں وہ کسی بادشاہ یا مہاراج کی بیٹی کے روپ میں ظاہر ہو گئی ہے اور اس کی شکل اس مہاراج کی بیٹی پشپاولی کی ہو گئی ہے۔ اب اسے یہ دیکھنا تھا کہ یہ کون سا زمانہ ہے؟ اور اس کے پاس ایسی کوئی خفیہ طاقت ہے کہ یہاں سے اپنے اصلی ماریا کے روپ کو بدل کر فرار ہو سکے۔

ماریا پریشان ضرور ہوئی مگر اس نے اپنے حواس اور حوصلہ برقرار رکھا۔ اس کے ساتھ جو ہونا تھا وہ ہو گیا تھا۔ کاش وہ بھیڑیئے کے منہ کے پاس لگے ہوئے سرخ بٹن کو نہ دباتی۔ اسے عنبر ناگ اور کیٹی کا خیال آ رہا تھا کہ جانے وہ کس حال میں ہوں گے۔

ماریا نے سپاہیوں سے کہا:

"میں جنگل میں راستہ بھول گئی تھی۔"

ایک سپاہی اسی وقت گھوڑا لے آیا اور اس نے شہزادی یعنی راج کماری پشپاولی یعنی ماریا کے اوپر

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

شاہی چھتری کھول کر پھیلا دی۔ تا کہ اس پر اور بارش نہ گرے۔ ماریا گھوڑے پر بیٹھ گئی۔ سپاہی بھی گھوڑوں پر سوار ہو گئے اور انہوں نے گرتی بارش والے جنگل کی اندھیری رات میں ایک طرف چلنا شروع کر دیا۔ سپاہی آگے آگے تھے۔

جنگل میں ایک جگہ راجہ کا شاہی کیمپ لگا تھا۔ شاہی خیمے کے باہر آگ جل رہی تھی۔ اس آگ کے اوپر لوہے کی چھتری تان دی گئی تھی۔ خیمے کے اندر روشنی ہو رہی تھی۔ باہر بھی خیمے کے دروازے پر دو سپاہی مشعلیں لیے کھڑے تھے۔ چار سپاہی ننگی تلواریں تھامے پہرہ دے رہے تھے۔ انہوں نے شہزادی یعنی راج کماری پشپاولی (ماریا) کو آتے دیکھا تو فوراً پرے ہٹ گئے۔ ایک پہرے دار نے خوشی سے اعلان کیا کہ راج کماری جی تشریف لا رہی ہیں۔ خیمے کا پردہ ہٹا اور اندر سے ایک گہرے گندمی رنگ کا مضبوط جسم والا راجہ باہر نکلا۔ اس نے اپنے جسم پر سونے کے زیور پہن رکھے تھے۔ لباس ریشم کا تھا۔ سر پر تاج تھا۔ اس کے ساتھ اس کی مہارانی بھی تھی۔ مہارانی نے بھی قیمتی زیورات پہن رکھے تھے۔ پیچھے پیچھے کنیزیں آ رہی تھیں۔

راجہ نے آگے بڑھ کر ماریا کو سینے سے لگا لیا۔

"میری بچی پشپاولی! تم کہاں چلی گئی تھیں"

مہارانی نے بھی آگے بڑھ کر ماریا کے ماتھے کو چوما اسے گلے سے لگایا اور بولی:

"بھگوان کا شکر ہے کہ میری بچی مجھے زندہ مل گئی"

راجہ نے اسی وقت اعلان کیا:

"ہم شکار گاہ سے اسی وقت واپس اپنے محل کو چلیں گے"

ماریا کو خیمے میں لے جا کر شاندار نرم ریشمی بستر پر لٹا دیا گیا۔ کنیزوں نے ماریا کا بھیگا ہوا لباس تبدیل کیا۔ ایک کنیز نے جو راج کماری پشپاولی کی خاص سہیلی معلوم ہوتی تھی آگے بڑھ کر کہا:

"راج کماری! کہیں جنگل میں کوئی راجکمار تو نہیں مل گیا تھا؟"

اور خود ہی مسکرانے لگی

ماریا نے کہا:

"ایسی بات نہیں تھی"

خاص سہیلی نے تعجب سے کہا:

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"راجکماری جی! یہ پہلا موقع ہے کہ آپ نے مجھے میرے نام سے نہیں پکارا۔"

ماریا کو کیا خبر تھی کہ اس کا نام کیا ہے۔ اس نے کہا:

"کبھی کبھی تمہارا نام بھول جاتی ہوں۔"

سہیلی مسکرا کر بولی:

"اچھا اب نہ بھولنا راج کماری۔ میرا نام کیسری ہے۔"

راجہ جنگل میں شکار کھیلنے آیا تھا۔ اسی رات خیمے اکھاڑ دیئے گئے اور شاہی قافلہ گھوڑوں اور رتھوں پر سوار ہو کر واپس محل کی طرف روانہ ہو گیا۔ راستے میں باتوں ہی باتوں میں ماریا نے اپنی خاص سہیلی کیسری سے معلوم کر لیا کہ وہ تین ہزار سال پیچھے کے زمانے میں آ گئی ہے اور یہ تین ہزار سال پہلے کا ملک ہندوستان ہے۔ وہ مہاراج بھمبیار کی اکلوتی بیٹی پشپاولی ہے۔ راجہ ریاست مونگھیل پر حکومت کرتا ہے اور پاٹلی پتر اس کا دارالحکومت ہے جہاں اس کا شاندار محل ہے۔

سہیلی کیسری کی باتوں سے ماریا کو یہ بھی معلوم ہوا کہ اس کا راجہ باپ بھمبیار بہت ہی ظالم راجہ

ہے اور رعایا اس کے ظلم سے بہت تنگ ہے مگر راجہ کے آگے دم نہیں مار سکتی۔ بارش والی رات میں یہ شاہی قافلہ ریاست مونگھیل کی راجدھانی یعنی دارالحکومت پاٹلی پتر کے شاہی محل کی طرف جا رہا تھا اور ماریا اپنے شاہی رتھ کے اندر خاموش بیٹھی سوچ رہی تھی کہ عنبر ناگ اور کیٹی کس حال میں ہوں گے۔

جب ماریا کو بھیڑیئے کے منہ والے غار میں اترے بیس پچیس منٹ گزر گئے تو باہر بیٹھے عنبر ناگ اور کیٹی کو بے چینی ہوئی کہ ماریا نے اتنی دیر کہاں لگا دی؟

عنبر بولا: "میں اسی لیے ماریا کو غار میں نہیں بھیج رہا تھا۔"

ناگ نے کہا:

"میں جا کر پتہ کرتا ہوں۔"

کیٹی نے پریشان ہو کر کہا:

"کہیں تم بھی غائب نہ ہو جانا۔"

ناگ مسکرایا: "تمہارا کیا خیال ہے کہ ماریا غائب ہو گئی ہے؟ ارے وہ تو پہلے ہی غائب ہوتی ہے۔ میں ابھی جا کر پتہ کرتا ہوں۔"

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

یہ کہہ کر ناگ نے عنبر کو بھی تسلی دی اور بھیڑیے کے منہ کے اندر بنی ہوئی سیڑھیاں اترنے لگا۔ وہ سیاہ سانپ کے روپ میں تھا۔ ماریا کی طرح ناگ بھی سرنگ میں سے گذر کر شاندار ہال کمرے میں آ گیا جہاں سامنے والی دیوار پر پانچ بھیڑیوں کے کھلے منہ بنے ہوئے تھے۔ ناگ خاموشی سے ان بھیڑیوں کے کھلے چہروں کو دیکھنے لگا۔ پھر وہ رینگتا ہوا ان کے قریب گیا اور ان کے اوپر لکھے ہوئے رومن ہندسوں کے پاس سے ہو کر درمیان والے بھیڑیے کے منہ کے قریب آ گیا۔ اسے یہاں سے ماریا کی ہلکی خوشبو آئی۔ ناگ نے بھیڑیے کے منہ کے پاس لگے سرخ بٹن کو سونگھا۔

ماریا کی خوشبو اس بٹن میں سے آ رہی تھی۔

اس نے بھیڑیے کے کھلے منہ میں لگے ہوئے کیمرے کی طرح کے گول شیشے کو سونگھا۔ اس شیشے میں ماریا کی خوشبو نہیں تھی۔ ناگ نے سوچا کہ ضرور ماریا نے اس بٹن کو انگلی سے دبایا ہوگا اور بٹن پر اس کے جسم کی لہروں کی خوشبو باقی رہ گئی اور وہ خود کسی پراسرار حادثے کا شکار ہو گئی۔

ناگ نے پہلے سوچا کہ اس بٹن کو دبا کر دیکھے کہ کیا ہوتا ہے۔ مگر پھر وہ رک گیا۔ دوسرے بھیڑیے کے منہ پر ۴ ہزار کا رومن ہندسہ لکھا تھا۔ وہ واپس جانے لگا تو اسے خیال آیا کہ ہو سکتا ہے ماریا بھیڑیے کے منہ کے اندر شیشے کی دوسری طرف پھنس گئی ہو اور باہر نہ آ سکتی ہو۔ اس خیال کے ساتھ ناگ واپس درمیان والے بھیڑیے کے منہ کے پاس آ گیا۔ یہ وہی بھیڑیے کا منہ تھا جس میں ماریا گم ہوئی تھی۔

ناگ کو اپنے آپ پر بہت اعتماد تھا۔ اس کو ماریا کا بھی بے حد خیال تھا۔ بٹن کو دبا کر دوسری طرف سے ماریا کو نکال لینا چاہیے۔ یہ سوچ کر ناگ نے سرخ بٹن پر منہ رکھ کر اسے دبا دیا۔

بٹن کے دبتے ہی پہلے کی طرح اب بھی بھیڑیے کے منہ والا شیشہ ایک طرف کو سرک گیا۔ ناگ نے دیکھا کہ شیشے کے اندر گھپ اندھیرا تھا۔ اس نے وہی غلطی کی جو ماریا اس سے پہلے کر چکی تھی۔ ناگ نے بھیڑیے کے منہ کے اندر گردن ڈال دی۔ یہ دیکھنے کے لیے کہ کہیں ماریا وہاں تو نہیں ہے۔ ابھی اس نے اپنی گردن اندر ڈالی ہی تھا کہ کسی زبردست کشش

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

لے اسے اندر کھینچ لیا۔

ناگ نے سنبھلنے کی بہت کوشش کی مگر وہ اپنے آپ پر قابو نہ رکھ سکا۔ وہ بھیڑیئے کے منہ کے اندھیرے میں گر پڑا اور اسے محسوس ہوا کہ وہ کسی خلا میں اترتا جا رہا ہے۔ پھر تیز آندھی اٹھی اور ناگ ایک بے جان رسی کی طرح چکرانے اور لوٹ پوٹ ہونے لگا۔ طوفانی شور کے سوا کچھ سنائی نہیں دیتا تھا۔ ناگ کی آنکھوں کے آگے تاریکی ہی تاریکی تھی۔ سانپ ہونے کی وجہ سے وہ اپنی آنکھیں بند نہیں کر سکتا تھا۔

طوفانی ہوائیں اسے گھپ اندھیرے میں تنکے کی طرح اڑائے لیے جا رہی تھیں۔ میں کہاں جا رہا ہوں؟ یہ کیا طلسم تھا؟ کیا ماریا بھی اسی قسم کے حادثے کا شکار ہوئی ہے؟ یہ خیالات تھے جو ناگ کے دماغ میں چکر لگا رہے تھے۔ تیز آندھی کے تھپیڑے شور مچاتے، چیختے، چلاتے ناگ کو خلا میں اڑاتے چلے جا رہے تھے۔ ناگ کو کچھ نظر نہیں آ رہا تھا۔

پھر دور اسے روشنی کا ننھا سا نقطہ اپنی طرف آتا دکھائی دیا۔ یہ روشنی بڑھتی گئی۔ پھر ناگ کو آسمان پر سیاہ بادل نظر آئے۔ بجلی کڑک رہی تھی۔ بادل گرج رہے تھے

موسلا دھار بارش ہو رہی تھی۔ بادلوں میں سے دھیمی دھیمی روشنی آ رہی تھی۔ یہ چاند کی روشنی تھی جو سیاہ بادلوں کے پیچھے چھپا ہوا تھا۔ یہ رات کا وقت تھا اور یہ بڑی طوفانی بارش والی رات تھی۔

ناگ اب نیچے کو گر رہا تھا۔ اس نے نیچے دیکھا۔ اس کے نیچے دہشت ناک سمندر کی پہاڑ ایسی اونچی لہریں اوپر اٹھ رہی تھیں جیسے ناگ کو ہڑپ کرنے کو بے تاب ہوں۔ سمندر میں طوفان آیا ہوا تھا۔ ناگ غڑاپ سے سمندر کی ایک اوپر کو اٹھتی لہر میں گر پڑا۔

وہ سمندر کے پانی میں کافی نیچے جانے کے بعد ایک بار اوپر کو اٹھا۔ اس نے پانی کی سطح پر آ کر دیکھا کہ وہ طوفانی لہروں میں گھرا ہوا تھا اور لہروں کے تھپیڑے اسے ادھر سے ادھر اچھال رہے تھے۔ ناگ نے ایک گہرا سانس کھینچا اور عقاب کی شکل اختیار کر کے اڑنے لگا۔ لیکن اس کے پر سمندر کے پانی میں بھیگ گئے تھے اور وہ انہیں پوری طرح پھڑپھڑا نہیں سکتا تھا۔ اس کے لیے اڑنا مشکل ہو رہا تھا۔ چنانچہ ناگ نے دوبارا سانپ کی شکل اختیار کر لی اور سمندری لہروں کا مقابلہ کرنے لگا۔

آسمان پر بجلی ایک کڑک کے ساتھ چمکتی تو ناگ کو

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

دور دور تک سوائے سمندر کی طوفانی موجوں کے اور کچھ دکھائی نہ دیتا۔ اس کو ماریا، عنبر اور کیپٹن کا خیال ستانے لگا۔ ماریا کہاں ہو گی؟ عنبر اور کیپٹن جب اسے نہیں پائیں گے تو ان پر کیا گزرے گی؟ کہیں وہ بھی سرنگ کے ہال کمرے میں آکر اس بٹن کو نہ دبا دیں؟ وہ سوچ بھی رہا تھا اور طوفانی موجوں کا مقابلہ بھی کر رہا تھا۔

سمندری موجیں بپھر بپھر کر ناگ کو کسی نامعلوم منزل کی طرف بہائے لیے جا رہی تھیں۔ بارش اسی طرح ہو رہی تھی۔ ناگ نے اپنے آپ کو طوفانی سمندر کی بپھری ہوئی موجوں کے حوالے کر دیا۔ ساری رات موسلا دھار بارش ہوتی رہی۔ بادل گرجتے رہے۔ طوفانی ہوائیں چیختی رہیں۔ جب رات ڈھل گئی اور بادلوں کے پیچھے صبح کی روشنی نمودار ہوئی تو بارش مدھم ہو گئی۔ طوفان بھی مدھم پڑ گیا۔ آندھی رک گئی۔

ناگ لہروں پر تیر رہا تھا۔ اس نے گردن اٹھا کر دیکھا کہ کچھ فاصلے پر سمندر کا ساحل تھا جس کے کنارے کنارے ناریل کے اونچے لمبے درخت ہوا میں جھوم رہے تھے۔ یہ کون سا سیارہ ہے؟ کون سی زمین ہے؟ ناگ کو کچھ معلوم نہیں تھا۔ اس نے کنارے کی طرف تیرنا

شروع کیا۔

کنارے پر آکر اس نے دیکھا کہ دور دور تک ناریل کے درخت پھیلے تھے۔ ناگ نے سوچا کہ اسے انسانی جسم میں آکر حالات کا جائزہ لینا چاہیے۔ چنانچہ اس نے فوراً انسانی شکل اختیار کر لی اور درختوں کی طرف چلنے لگا۔ درختوں پر سے بارش کی بوندیں ٹپک رہی تھیں۔

ناگ کو اس بات کی خوشی تھی کہ اس کی طاقت ختم نہیں ہوئی تھی اور وہ اپنی جون بدل سکتا تھا۔ اب دیکھنا یہ تھا کہ وہ کون سی دنیا میں آ گیا ہے۔ کیا یہ اس کی اپنی اصلی دنیا ہے یا اس کا عکس ہے؟ فضا میں ناریل اور ہرے بھرے سبزے کی خوشبو پھیلی ہوئی تھی۔ اس میں ماریا کی خوشبو نہیں تھی۔ ناگ نے سوچا کہ ماریا ضرور کسی دوسری جگہ پر اتری ہو گی۔ وہ چلتا چلا گیا۔ راستے میں اسے کوئی گاؤں یا آبادی نظر نہ آئی۔ ناریل کا جنگل ختم ہوا تو ایک چھوٹا سا ٹاپو آ گیا۔ یہ ایک چھوٹی جھیل کی طرح کا ٹاپو تھا جس کے کنارے کنارے گھنے درخت کھڑے تھے۔

بارش رک گئی تھی۔ ناگ ٹاپو کے ساتھ ساتھ چل

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

رہا تھا کہ اسے چھلک چھلک کی آواز سنائی دی۔ ناگ جلدی سے ایک درخت کی اوٹ میں ہو گیا۔ اس نے دیکھا کہ ایک کشتی ٹاپو میں چلی آ رہی ہے جس میں چار آدمی سوار ہیں۔ ناگ نے ان کے لباس کو غور سے دیکھا ان آدمیوں کے لباس سے لگتا تھا کہ جنگلی لوگ نہیں ہیں۔ ان کے رنگ سیاہ تھے۔ سروں پر رومال بندھے تھے جسم پر چمڑے کی جیکٹیں تھیں اور کمر کے ساتھ تلواریں لٹک رہی تھیں۔ کیا یہ سپاہی ہیں؟

ان کا لباس پرانے زمانے کا لباس تھا۔ ناگ کو اندازہ ہو گیا کہ وہ پرانے زمانے میں نکل آیا ہے۔ گ

یہ کون لوگ ہیں؟ کہاں سے آ رہے ہیں؟ کہاں جا رہے ہیں؟ ان سوالوں کا جواب ملنا باقی تھا۔

کشتی ٹاپو کے اس کنارے کی طرف آ رہی تھی جہاں ناگ درخت کے پیچھے چھپا تھا۔ ناگ آہستہ آہستہ جھاڑیوں کی اوٹ لیتا ایک گھنے درخت کے پیچھے جنگلی گھاس میں چھپ کر انہیں دیکھنے لگا۔ کشتی کنارے پر آ کو رک گئی چاروں آدمی اتر آئے۔ پھر وہ کشتی میں سے ایک صندوق اٹھا کر لائے۔ دو آدمیوں نے اس بڑے صندوق کو جو لکڑی کا تھا اپنے کاندھوں پر اٹھایا۔ دو آدمی تلواریں

ہاتھوں میں لیے آگے آگے چلنے لگے۔

جب وہ ناگ کے قریب سے گذرے تو ایک نے دوسرے سے کہا:

"ہمیں کسی نے کنارے پر اترتے دیکھا تو نہیں۔"

یہ فقرہ قدیم تامل زبان میں ادا کیا گیا تھا جو ہندوستان کے جنوبی علاقے کی زبان ہے۔ تو کیا میں ملک ہندوستان کے جنوب میں آ گیا ہوں؟ ناگ کو خیال آیا۔ دوسرا آدمی جس نے صندوق کو کاندھا دے رکھا تھا بولا:

"نہیں سردار! یہاں ہمیں کون دیکھ سکتا ہے۔"

ناگ نے سردار کو اپنے قریب سے گذرتے دیکھا۔ اس کے کانوں میں سونے کی مندریاں تھیں۔ ڈراؤنے چہرے پر بڑی بڑی مونچھیں تھیں اور سر پر سرخ رومال بندھا تھا۔ جب یہ ٹولی ناگ کے قریب سے گذر گئی تو ناگ ان کے پیچھے پیچھے چلنے لگا۔ وہ یہ معلوم کرنا چاہتا تھا کہ یہ لوگ کس بستی کی طرف جا رہے ہیں اور صندوق میں انہوں نے کیا چیز اٹھا رکھی ہے اور پھر سردار نے یہ کیوں پوچھا تھا کہ ہمیں کسی نے کنارے پر اترتے دیکھا تو نہیں؟

ناگ کو دال میں کالا کالا نظر آنے لگا۔

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

یہاں جنگلی گھاس اتنا اونچا تھا کہ ناگ بڑی آسانی سے اس میں چھپ کر تعاقب کر سکتا تھا۔ چاروں آدمی اس سے کوئی پندرہ قدموں کے فاصلے پر چلے جا رہے تھے۔ اچانک ناگ کا پاؤں درخت کی ایک خشک ٹہنی پر پڑ گیا جو اس کے بوجھ سے ٹوٹ گئی۔ شاخ کے ٹوٹنے سے آواز پیدا ہوئی تو آگے چلتے چلتے سردار ایک دم رُک گیا اور اپنی لال لال آنکھیں گھما کر بولا:

"کوئی ہمارا پیچھا کر رہا ہے۔"

اس نے تلوار فضا میں بلند کی اور جنگلی گھاس میں ناگ کی طرف بڑھا۔

ناگ نے اسے اپنی طرف آتے دیکھا تو بڑی تیزی سے سانس کھینچی اور چھوٹے سیاہ سانپ کا روپ بدل کر گھاس میں ایک طرف چھپ گیا۔ سردار گھاس میں پاؤں مارتا تلوار لہراتا اس جگہ آیا جہاں تھوڑی دیر پہلے ناگ کھڑا تھا۔ اس نے جھک کر نیچے دیکھا۔ گھاس کی وجہ سے زمین پر ناگ کے پاؤں کے نشان نہیں پڑے تھے۔

ناگ سانپ کی شکل میں ایک طرف گھاس میں چھپا سردار کو دیکھ رہا تھا۔ سردار کا ساتھی بھی تلوار لیے وہاں آ گیا۔

"یہاں کون ہو سکتا ہے سردار"

سردار نے غرا کر کہا:

"تو پھر یہ آواز کیسی آئی تھی؟"

اس کا ساتھی کہنے لگا:

"ہو سکتا ہے درخت پر کسی پرندے کی آواز ہو"

سردار بڑے غور سے ادھر اُدھر گھاس میں دیکھتا رہا۔ جب اسے وہاں کسی انسان کا سراغ نہ ملا تو وہ اپنے ساتھی کے ہمراہ واپس چلا گیا۔ ناگ نے کچھ فاصلہ رکھ کر ان کا تعاقب دوبارہ شروع کر دیا۔ اب وہ سانپ کی شکل میں تھا اس لیے اسے کوئی نہیں دیکھ سکتا تھا اور اس کی آواز بھی نہیں تھی۔

چاروں آدمی صندوق لیے جنگل میں ایک ایسی جگہ پر آ کر رُک گئے جہاں ایک طرف چٹان کی اونچی سیدھی دیوار تھی۔ اس دیوار پر سبز کائی جمی ہوئی تھی اور جنگلی بیل لٹک رہی تھی۔ دیوار کے پاس ہی ایک بہت بڑا جنگلی درخت اُگا ہوا تھا۔ اس کی جڑوں میں ایک جانب ایک سوراخ بنا تھا۔ یہ سوراخ اتنا بڑا تھا کہ اس میں سے ایک آدمی آسانی سے گذر سکتا تھا۔

سردار کے اشارے سے صندوق وہاں

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

پھر اس نے ان آدمیوں کو جو صندوق اٹھا کر لائے
تھے کہا:

"اس صندوق کو درخت کی جڑوں کے اندر
جا کر رکھ دو۔"

دونوں آدمی صندوق کو گھسیٹ کر درخت کی جڑ کے
سوراخ میں داخل ہو گئے۔ ناگ قریب ہی ایک درخت
کی شاخ سے لگا یہ سارا تماشہ دیکھ رہا تھا۔ جب دونوں
آدمی درخت کے تنے کے سوراخ میں سے باہر نکلے
سردار اور اس کے ساتھیوں نے ایک سیکنڈ میں ان
پر حملہ کر کے ان کو وہیں موت کے گھاٹ اتار دیا۔
ناگ یہ دیکھ کر لرز اُٹھا۔

سردار تلوار کو نیام میں ڈالتے ہوئے قہقہہ لگا کر بولا:

"اب ہمارے قیمتی خزانے کا کوئی گواہ نہیں ہے
صرف ان دونوں کو معلوم تھا کہ خزانہ اس جگہ
دفن ہے اور ان کو ہم نے ہلاک کر دیا ہے۔"

ناگ سب کچھ سمجھ گیا۔ یہ ڈاکو تھے اور اپنا خزانہ چھپانے
جنگل میں آئے تھے۔ جن بدقسمت آدمیوں نے خزانے کا صندوق
اٹھا رکھا تھا ان کو مار دیا گیا تھا تاکہ وہ کسی کو جا کر بتا
نہ دیں یا خود ہی سازش کر کے خزانہ نہ لے اڑیں۔

سردار اور اس کے ساتھی نے مل کر درخت کی جڑوں
والے سوراخ کو مٹی اور گھاس سے بند کر کے اوپر جنگلی
جھاڑیاں کاٹ کر ڈال دیں۔ سردار بولا:

"چلو۔ سب کام ٹھیک ہو گیا ہے۔ واپس اپنے
ٹھکانے پر چلتے ہیں۔"

دونوں ڈاکو واپس چل پڑے۔

دونوں ڈاکو ساتھیوں کی لاشیں وہیں پڑی تھیں۔ یہ
دونوں بھی ڈاکو تھے۔ ڈاکوؤں کے ساتھی ڈاکو ہی ہوتے
ہیں۔ نہ جانے انہوں نے لوگوں پر کیا کیا ظلم نہیں کیے
ہوں گے۔ ظلم کا بدلہ ایک نہ ایک دن ضرور ملتا ہے۔
اسی لیے ہمارے دین اسلام میں خاص طور پر ہدایت
کی گئی ہے کہ انسان کو نیک سادہ اور پاک زندگی بسر
کرنی چاہیے۔ کبھی دولت کے لالچ میں آ کر سیدھی راہ سے
نہیں بھٹکنا چاہیے جو انسان نیکی اور سچائی اور سادگی کی
راہ سے بھٹک جاتا ہے اور جس کے دل میں خدا کا
ڈر نہیں رہتا اور سمجھانے پر بھی سیدھی راہ پر واپس نہیں
آتا تو پھر ایک نہ ایک روز وہ تباہ و برباد ہو جاتا
ہے۔ یہی انجام ان ڈاکوؤں کے ساتھیوں کا ہوا تھا اور ایک
نہ ایک دن ان ڈاکوؤں کے سردار اور اس کے ساتھی کا

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

بھی یہی انجام ہونے والا تھا۔ خدا کے ہاں دیر ضرور ہے مگر اندھیر نہیں ہے۔ اس لیے ہمیں ہمیشہ نیکی اور سچائی کی پاک صاف زندگی بسر کرنی چاہیے۔

ناگ درخت سے اتر آیا اور ڈاکوؤں کے سردار اور اس کے ساتھی کا پیچھا کرنے لگا۔ اسے معلوم تھا کہ وہ جھیل کے ٹاپو پر اپنی کشتی پر ہی جائیں گے۔ چنانچہ ناگ کچھ دور رینگ کر چلا گیا۔ وہاں اس نے ایک چھوٹے سیاہ عقاب کی شکل بدلی اور درختوں کے اوپر اڑتا ہوا ٹاپو پر آ گیا جہاں ڈاکوؤں کی کشتی بندھی ہوئی تھی۔

ڈاکوؤں کا سردار اپنے ساتھی کے ہمراہ وہاں آیا۔ وہ کشتی لے کر جھیل کے ٹاپو میں واپس روانہ ہو گئے ناگ کافی بلندی پر ان کے سروں کے اوپر اڑتا ہوا ان کے ساتھ ساتھ جا رہا تھا۔ جھیل ٹاپو کے دوسرے کنارے پر جا کر کشتی ایک تنگ ندی میں داخل ہو گئی جو جھیل میں سے نکل کر جنگل میں داخل ہو جاتی تھی۔ ناگ غوطہ لگا کر نیچے درختوں میں آ گیا۔ کشتی ندی میں جنگل کے اندر چلی جا رہی تھی۔ یہ معلوم کرنے کے لیے کہ ندی آگے کہاں تک جاتی ہے ناگ ندی کے اوپر اڑتا چلا گیا۔

آگے جا کر ندی ایک چھوٹی سی سرسبز کھلی جگہ میں آ گئی جہاں آم کے درختوں کے درمیان ایک جگہ ناریل کے درختوں کے کٹے ہوئے تنوں کو جوڑ کر ایک کافی بڑا قلعہ نما جھونپڑا بنا دیا گیا تھا۔ یہاں ناگ نے ڈاکوؤں کو دیکھا کہ چارپائیوں پر بیٹھے گپیں ہانک رہے ہیں۔ کچھ اپنی تلواروں کو تیل لگا کر صاف کر رہے تھے قلعہ نما جھونپڑے کے آگے دو ڈاکو لکڑی کے سٹولوں پر بیٹھے تلواریں گود میں رکھے ہنس ہنس کر باتیں کر رہے تھے۔ اچانک جنگل میں سے ان کے سردار کی آواز بلند ہوئی:۔

"جے ہو کالی دیوی کی"

پہرے دار ایک دم اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔ دوسرے ڈاکو بھی چارپائیوں سے اٹھے اور ندی کی طرف دوڑے۔ سردار اور اس کا ساتھی کشتی سے اتر آئے۔ کشتی کو کھینچ کر جھاڑیوں میں چھپا دیا گیا۔ سردار جھونپڑے کے سامنے کھڑا ہو کر غرایا:

"جن دو آدمیوں نے بغاوت کی تھی انہیں موت کی سزا دے دی گئی ہے۔ خبردار! اگر تم میں سے کسی نے غداری کی تو تمہارا بھی یہی انجام ہوگا

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اب تم لوگ آرام کرو۔ رات کو ہم راجہ کے مہامنتری کے گھر ڈاکو ڈالنے جائیں گے۔"

ڈاکو خوشی سے اچھل پڑے۔ انہوں نے ایک زبان ہو کر نعرہ لگایا۔

"جے ہو سردار منگا بہادر کی جے ہو۔"

سردار کے ساتھی نے چلّا کر کہا:

"لوٹ کے مال میں سے تم سب کو تمہارا حصّہ ملے گا جو عورت وہاں سے لائیں گے وہ سردار کی بیوی بنے گی۔"

ڈاکوؤں نے ایک بار پھر خوش ہو کر نعرہ لگایا:

"ہمیں منظور ہے۔"

اتنا کہہ کر ڈاکو منگا بہادر اور اس کا ساتھی جھونپڑی میں چلے گئے۔

ناگ عقاب کی شکل میں آم کے درخت کی شاخوں میں بیٹھا تھا۔ اس نے سب کچھ سن لیا تھا۔ سب کچھ دیکھ لیا تھا۔ تو گویا یہ ڈاکو آج رات یہاں کے راجہ کے وزیر یعنی مہامنتری کے ہاں ڈاکہ ڈالنے جا رہے ہیں اور وہاں لوٹ مار کریں گے اور ان کی عورتوں کو اغوا کر کے لے آئیں گے۔ بہتر ہے کہ مہامنتری کو پہلے سے خبردار کر دیا

جائے تاکہ وہ اور اس کے خاندان کے لوگ اس خون خرابے سے بچ جائیں۔

ناگ کو یہ معلوم نہیں تھا کہ راجہ کے وزیر یعنی مہامنتری کس جگہ رہتا ہے۔ اس نے سوچا کہ ظاہر ہے وہ مشہور اور دولت مند آدمی ہے۔ یہاں کسی آبادی میں چل کر اس کا پتہ لگانا چاہیے۔ ناگ فضا میں پھڑپھڑا کر بلند ہو گیا۔ ایک ڈاکو نے درخت میں سے سیاہ عقاب کو اوپر فضا میں اڑتے دیکھا تو اپنے ساتھی سے بولا:

"اس سے پہلے یہاں کالا عقاب کبھی نظر نہیں آیا۔"

اس کا ساتھی بھی سیاہ عقاب کو دیکھ کر کچھ حیران سا ہوا مگر ناگ ان سے دُور نکل چکا تھا۔ وہ اُڑتا اُڑتا جنگل سے دور پہاڑوں کی دوسری طرف آ گیا۔ یہاں دن کی روشنی میں ناگ نے ایک چھوٹا سا شہر دیکھا جس کے مکانوں کی چھتیں پتھروں کی بنی تھیں۔ ان مکانوں کے درمیان گلیاں اور بازار تھے جن پر رتھ اور بیل گاڑیاں چل رہی تھیں۔ لوگ گھوڑوں پر سوار ہو کر بھی جا رہے تھے۔ یہ واقعی بہت پرانا زمانہ تھا۔

ناگ کو معلوم نہیں تھا وہ تین ہزار سال پرانے ہندوستان کے جنوبی علاقے میں آ گیا تھا۔ یہی زمانہ اور یہی ملک

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ہندوستان تھا جس کے شمال کی ریاست مونگھیل میں ماریا
راجہ بھمبیار کی بیٹی بن کر اس کے محل میں رہ رہی تھی
مگر ان دونوں کے درمیان ہزاروں میل کا فاصلہ تھا۔ یہی
وجہ تھا کہ ماریا اور ناگ کو ایک دوسرے کی خوشبو نہ
آ رہی تھی۔

ناگ نے دیکھا کہ اس چھوٹے سے شہر کے درمیان
میں ایک باغ ہے۔ اس باغ میں ایک عالی شان
کھڑی ہے جس کی چھت پر بارہ دری بنی ہے۔ اور
دروازے کے باہر ایک چبوترے پر بیل کا بت بنا
ہے۔ یہ نندی بیل تھا۔ اس شہر کے لوگ بیل نندی
پوجا کرتے تھے۔ شہر میں نندی بیل کے دو مندر بھی
جن کے میناروں کے کلس پر سونا چڑھا تھا۔

ناگ سمجھ گیا کہ یہی حویلی مہامنتری یعنی راجہ کے
کی ہو گی جہاں آج رات ڈاکو ڈاکہ ڈالنے والے تھے
ناگ غوطہ لگا کر اس حویلی کے باغ میں ایک درخت
کے نیچے آگیا۔ پھر اس نے انسانی شکل اختیار کر لی
وہ حویلی کے دروازے کی طرف بڑھا ہی تھا کہ اچانک
پیچھے سے آ کر دو سپاہیوں نے اسے پکڑ لیا۔ ایک
تلوار کی نوک اس کی گردن پر رکھ دی اور تامل زبان

غصے میں پوچھا:

"کون ہے تو؟"

دوسرا بولا: "یہ کوئی چور اچکا ہے اور مہامنتری کی
حویلی میں چوری کرنے آیا ہے۔ چلو اس کو پٹیل صاحب
کے سامنے پیش کریں۔"

ناگ یہی چاہتا تھا کہ یہ لوگ اسے کسی ذمے دار
شخص کے پاس لے چلیں۔

اس نے صرف اپنی تسلی کے لیے اتنا پوچھا:

"کیا یہ مہامنتری کی حویلی ہے؟"

پہرے دار نے ناگ کو ایک مکا مارا اور کہا:

"تو اسے اپنی سمجھ کے یہاں آگیا ہے؟"

ناگ اسے اس بدتمیزی کی فوراً اور اسی وقت سزا
دے سکتا تھا مگر وہ موقع ایسا نہیں تھا اس لیے ناگ
خاموش رہا۔

پہرے دار اسے لے کر حویلی کے داروغہ پٹیل کے پاس
لے گئے جس کے ذمے ساری حویلی کی دیکھ بھال کا
انتظام تھا۔ ناگ کو دیکھ کر پٹیل نے پوچھا:

"کون ہے یہ؟ اسے کہاں سے پکڑ لائے ہو؟"

پہرے دار بولا:

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"حضور! یہ چور ہے حویلی میں چوری کرنے کے لیے گھُسا تھا کہ ہم نے اسے پکڑ لیا۔"

پٹیل نے ناگ کی طرف غصّے سے دیکھا اور کہا:

"کیوں ۔ تم چور ہو؟ چوری کرنے آئے تھے؟"

ناگ بولا: "میں چور نہیں ہوں۔ میرا نام ناگ ہے میں ایک سیّاح ہوں۔ جنگل سے گذر رہا تھا کہ۔

ناگ کہتے کہتے رُک گیا اور پہرے داروں کی طرف دیکھ کر بولا:

"پٹیل صاحب! میں آپ سے ایک ضروری بات کرنا چاہتا ہوں۔ ان لوگوں کو بھجوا دیں۔"

پٹیل نے پہرے داروں سے کہا کہ تم چلے جاؤ۔ جب وہ چلے گئے تو پٹیل نے اپنی بڑی بڑی مونچھوں پر ہا پھیرتے ہوئے اپنی چیتے ایسی آنکھوں سے ناگ کو گھو ہوتے پوچھا:

"بولو۔ تم کون سی ضروری بات مجھ سے کرنا چاہتے ہو؟"

ناگ نے ساری بات پٹیل کو سنا دی کہ ڈاکو منگ بہادر کا گروہ آج رات حویلی پر ڈاکہ ڈالنے والا ہے

پٹیل ذرا سا چونکا۔ پھر اِدھر اُدھر دیکھ کر بولا:

"اس کا ذکر تم نے کسی دوسرے سے تو نہیں کیا؟"

ناگ نے کہا:

"ہرگز نہیں۔ میں نے کسی سے اس کا ذکر نہیں کیا۔ لیکن میں چاہتا ہوں کہ مہامنتری صاحب کو اطلاع کر دی جائے تاکہ وہ ہوشیار ہو جائیں اور ڈاکو ان کی عورتوں کو اغوا نہ کر سکیں۔"

داروغہ پٹیل بولا:

"تم فکر نہ کرو۔ میں ابھی جا کر مہامنتری صاحب کو خبر کرتا ہوں۔ تم بہت اچھے نوجوان ہو۔ مہامنتری تمہاری اس خبر سے بہت خوش ہوں گے۔ ہم ابھی ڈاکوؤں سے مقابلہ کرنے کا بندوبست کرتے ہیں۔ تم ایسا کرو کہ میرے تخت پر آ کر بیٹھ جاؤ۔ میں تمہارے لیے شربت لاتا ہوں اور پھر مہامنتری کو خبر دینے جاتا ہوں۔"

ناگ کہنے لگا:

"مجھے پیاس نہیں ہے۔ آپ مہامنتری کو جا کر یہ اطلاع کر دیں تاکہ وہ اپنے بچاؤ کا بندوبست کر لیں۔"

پٹیل اٹھ کر پگڑی سنبھالتے ہوئے بولا:

"یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ ہمارے مہمان اگر ہمارے گھر

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کا شربت قبول نہ کریں تو ہم اسے اپنی بے عزتی
خیال کرتے ہیں"۔

ناگ نے مسکرا کر کہا:

"اگر ایسی بات ہے تو میں آپ کا شربت ضرور
پیوں گا"۔

پٹیل بھی مسکرایا اور دوسرے کمرے میں چلا گیا۔

چند لمحوں کے بعد وہ آیا تو اس کے ہاتھ میں چاندی
کا ایک گلاس تھا جس میں شربت تھا۔ ناگ کے ہاتھ میں
گلاس دے کر اس نے کہا:

"اسے پی کر میری عزت افزائی کرو۔ اب میں مہامنتری
کے پاس جاتا ہوں۔ تم میرے آنے تک اسی جگہ
بیٹھنا۔ ہو سکتا ہے شکریے کے لیے مہامنتری جی تمہیں
بھی بلوا بھیجیں"۔

ناگ نے شربت کا گھونٹ پیا اور بولا:

"میں اسی جگہ بیٹھوں گا۔ آپ فکر نہ کریں"۔

ناگ بے ہوش ہو گیا

پٹیل بولا: "میں ابھی آتا ہوں۔ مگر آپ شربت پی
لیں پھر جاؤں گا"۔

ناگ نے جلدی سے سارا شربت حلق میں انڈیل لیا۔

پٹیل خوشی سے گلاس اٹھا کر بولا:

"اب تم آرام کرو"۔

پٹیل پردہ اٹھا کر صحن کی طرف نکل گیا۔

مگر وہ پردے کے پیچھے کھڑا اپنی مونچھوں پر ہاتھ
پھیرتے ہوئے بڑی مکاری کے ساتھ ناگ کی طرف دیکھ
رہا تھا۔ ناگ لکڑی کی کرسی پر بیٹھا تھا جس پر موتی جڑے
ہوئے تھے۔ وہ اٹھ کر دیوار پر بنی ہوئی تصویر کو دیکھنے
کر اسے چکر آ گیا اور وہ وہیں کرسی پر پھر سے بیٹھ
گیا۔ اس نے اپنے سر کو پکڑ لیا تھا۔ کیوں کہ اس کا
سر بری طرح چکرانے لگا تھا۔

فرش گھوم رہا تھا۔ ناگ فوراً سمجھ گیا کہ اس کے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ساتھ دھوکہ ہوا ہے۔ وہ سانس کھینچ کر کسی دوسری شکل میں
آنے ہی لگا تھا کہ وہ بے ہوش ہو کر گر پڑا۔ ناگ کو
بے ہوش دیکھ کر پٹیل جلدی سے پردہ اٹھا کر کمرے
میں آیا۔ جھک کر ناگ کو دیکھا۔ جب اسے تسلی ہو
گئی کہ وہ بے ہوش ہو چکا ہے تو اسے اٹھا کر کاندھے
پر ڈالا اور دوسرے کمرے کی خفیہ سیڑھیاں اتر کر حویلی
کے نیچے ایک تنگ و تاریک تہہ خانے میں لے جا کر
فرش پر ڈال دیا۔

دروازے کو بند کر کے باہر موٹا تالا لگایا اور سیڑھیاں
چڑھ کر اپنے کمرے میں آیا۔ لباس تبدیل کیا۔ شکاری
لباس پہنا۔ تیر کمان اٹھائے، گھوڑے پر سوار ہوا اور پہرے دار
سے کہا:

"میں ذرا جنگل تک شکار مارنے جا رہا ہوں۔"

یہ کہہ کر پٹیل نے گھوڑے کو ایڑ لگائی۔ گھوڑا ہوا سے
باتیں کرنے لگا۔

پٹیل گھوڑے کو سرپٹ دوڑاتا، ندی نالوں، پہاڑی
میدانوں کو عبور کرتا اس جنگل میں داخل ہو گیا جہاں
ڈاکو منگا بہادر کا خفیہ ڈیرا تھا۔ پٹیل کو آتے دیکھ کر ڈاکو
ایک طرف ہٹ گئے۔ وہ سب جانتے تھے کہ پٹیل ڈاکوؤں

کے سردار منگا بہادر کا دوست ہے اور اسی کی مدد سے
سردار شہر میں ڈاکے ڈالا کرتا ہے۔

پٹیل سیدھا سردار منگا بہادر کے جھونپڑے میں چلا گیا۔
سردار ڈاکو منگا بہادر مونچھوں کو مروڑتا ہوا اپنے چوکے سے
اٹھا اور مسکراتے ہوئے پٹیل سے بغل گیر ہو کر بولا:

"میرے دوست پٹیل صاحب کیسے آنا ہوا۔ خیریت
تو ہے نا؟ ہم تو آج رات خود آپ کے مہامنتری
کی حویلی میں ڈاکہ مارنے آنے والے تھے۔"

پٹیل نے کہا:

"خیریت ہے۔ سب خیریت ہے۔ مگر یہ بتاؤ کہ
تمہارا کوئی ساتھی تمہارے گروہ سے فرار تو
نہیں ہوا؟"

"کیا مطلب؟" سردار نے تعجب سے پوچھا:

پٹیل بولا: "بات یہ ہے کہ ابھی ابھی ایک
سانولا سا گھنگریالے بالوں والا نوجوان ہماری حویلی میں آیا اور کہنے لگا۔ مجھے مہامنتری کے پاس
لے چلو۔ کیونکہ ڈاکو منگا بہادر آج رات حویلی
میں ڈاکہ مارنے والا ہے۔"

یہ سن کر ڈاکو سردار منگا بہادر کا چہرہ غصے سے لال

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ہو گیا۔ اس نے اسی وقت جھونپڑے سے باہر آ کر اپنے خاص ساتھی کو بلایا اور کہا:

"سارے آدمیوں کو بلا کر ان کی حاضری لو۔ دیکھو کہ کوئی ہمیں چھوڑ کر فرار تو نہیں ہو گیا؟"

سردار کے ساتھی نے اسی وقت تمام ڈاکوؤں کو جھونپڑے کے سامنے حاضر کر دیا۔ سارے کے سارے ڈاکو موجود تھے۔ یہ لوگ سوائے ان دو ڈاکوؤں کے جن کو سردار نے خود رات کو مار ڈالا تھا جو ایک عرصے سے اس کے ساتھ چلے آ رہے تھے۔

سردار نے پٹیل سے کہا:

"میرا کوئی آدمی مجھے دھوکہ دے کر فرار نہیں ہوا سارے ڈاکو موجود ہیں۔"

پٹیل نے ڈاڑھی کھجاتے ہوئے کہا:

"پھر وہ جاسوس کون تھا؟ اس کو کیسے خبر ہوئی کہ تم آج رات مہامنتری کی حویلی پر ڈاکہ مارنے والے ہو؟ وہ تو خیریت رہی کہ پہرے دار اسے پہلے میرے پاس پکڑ کر لے آئے۔ اگر وہ مہامنتری تک پہنچ جاتا تو ہمارا سارا منصوبہ دھرے کا دھرا رہ جاتا۔"

ڈاکوؤں کا سردار بے چینی سے ٹہلنے لگا:

"کون ہو سکتا ہے یہ میرا دشمن؟"

سردار کے ساتھی نے کہا:

"سردار! ہو سکتا ہے جب تم نے کہا تھا کہ آج رات ہم مہامنتری کی حویلی میں ڈاکہ ڈالنے والے ہیں۔ اب چل کر آرام کرو تو اس وقت درختوں کے پیچھے چھپا ہوا کوئی آدمی سن رہا ہو۔"

ڈاکوؤں کے سردار منگا بہادر نے غصے سے پھنکارتے ہوئے پٹیل سے کہا:

"پٹیل! ہمارے دوست! اس جاسوس کو پکڑے رکھنا جب میں رات کو ڈاکہ مارنے آؤں تو اسے میرے حوالے کر دینا۔ اسے ابھی قتل نہ کرنا۔ میں اس پوچھ گچھ کر کے پتہ لگانا چاہتا ہوں کہ وہ اکیلا ہے کہ اس کے ساتھ کوئی گروہ بھی کام کر رہا ہے۔ یہ بات ہمارے لیے بڑی خطرناک ثابت ہو سکتی ہے۔"

پٹیل نے اٹھتے ہوئے کہا:

"میں نے اسے بے ہوش کر کے تہ خانے میں بند کر دیا ہے۔ تم رات کو آؤ گے تو میں اسے

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

تیرے حوالے کر دوں گا۔

سردار بولا: "اگر وہ ہوش میں آ گیا تو اسے پھر بے ہوش کر دینا۔"

پٹیل نے کہا:

"میں نے اسے جو بے ہوشی کی بوٹی پلائی ہے وہ اسے آج کی ساری رات بے ہوش رکھے گی۔ اچھا۔ اب میں چلتا ہوں۔ ہاں — آدھی رات کو تم حویلی کے پچھلے دروازے سے داخل ہونا۔ دروازہ تمہیں کھلا ہوا ملے گا۔"

ڈاکو سردار نے مسکراتے ہوئے پٹیل کے کاندھے پر ہا مارا اور بولا:

پٹیل! فکر مت کرو۔ تمہارا حصّہ سب سے پہلے الگ کرکے رکھ دیا جائے گا۔ تمہاری امانت میرے پاس یہاں محفوظ پڑی رہے گی۔ تم جب چاہے آ کر وصول کر سکتے ہو۔

پٹیل نے مسکراتے ہوئے ڈاکوؤں کے سردار منگا ب اور اس کے سامنے سے ہاتھ ملایا اور گھوڑے پر سوار اسے اپنی حویلی کی طرف ڈال دیا۔

شام ہونے سے پہلے پہلے پٹیل مہامنتری کی حو

میں پہنچ گیا۔ پہنچنے کے بعد پہلا کام اس نے یہ کیا کہ خفیہ تہہ خانے میں جاکر ناگ کو دیکھا۔ ناگ ابھی تک بے ہوش پڑا تھا۔ پٹیل نے احتیاط کے طور پر ناگ کے دونوں ہاتھ اور پاؤں رسّی کے ٹکڑے سے باندھ دیئے اور تہہ خانے کے دروازے پر تالا لگا کر مہامنتری کے کمرہ خاص کی طرف چلا۔

مہامنتری ادھیڑ عمر کا ایک نیک دل اور شریف انسان تھا جو رحم دل تھا اور لوگوں اور نوکروں کے ساتھ بڑا اچھا سلوک کرتا تھا۔ مصیبت کے وقت ان کی مدد کرتا تھا۔ اس کی ایک بیوی اور ایک ہی بیٹی کملا تھی جس کی اگلے ماہ شادی ہونے والی تھی۔ وہ پٹیل پر بڑا بھروسہ کرتا تھا اور اس کی ہر بات مانتا تھا۔ پٹیل ایک مکار لالچی اور غدار شخص تھا اور ڈاکوؤں سے ملا ہوا تھا۔ وہ ڈاکوؤں کے سردار منگا بہادر کو لوگوں کے گھروں کے خفیہ تہہ خانوں کی خبر دیتا جہاں لوگوں نے مال دولت رکھی ہوتی تھی۔ ڈاکو ڈاکہ مار کر سارا مال لوٹ کر لے جاتے اور پٹیل کو اس میں سے اس کا حصّہ مل جاتا تھا۔

مکار پٹیل یہ دیکھنے مہامنتری کے پاس گیا تھا کہ کہیں اس کو کسی دوسرے شخص نے تو نہیں بتا دیا ہے کہ رات

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کو ڈاکہ پڑنے والا ہے؟ مگر شرلف مہامنتری کو ک
معلوم نہیں تھا۔ اسے ناگ نے ہی بتانا تھا اور ناگ
کے تہہ خانے میں بے ہوش پڑا تھا۔

مہامنتری نے پٹیل کو دیکھ کر مسکراتے ہوئے کہا:

"آیئے پٹیل جی! کیسے آنا ہوا؟"

پٹیل نے مکاری سے مسکراتے ہوئے ہاتھ جوڑ کر کہا:

"مہاراج! آپ کی خیریت معلوم کرنے آگیا ہوں
آپ کا خادم ہوں۔ آپ کی ہر دم فکر رہتی
ہے۔"

مہامنتری اپنے کمرہ خاص میں شاندار میز کے آ
بیٹھے رول کیے ہوئے بانس کے کاغذوں پر کچھ لکھ رہے
انہوں نے کہا:

"مہاراج راجہ وکرم جی نے پرسوں مجھے دربار میں
بلایا ہے۔ میں راجدھانی جاؤں گا۔ دو ایک دن
میں واپس آجاؤں گا۔ پیچھے آپ کو ہی سارا خیال
رکھنا ہوگا۔"

پٹیل نے ہاتھ باندھ کر سر جھکاتے ہوئے کہا:

"میں آپ کا سیوک ہوں، خادم ہوں کوئی فکر نہ
کریں۔ حویلی کا سارا کام ٹھیک طرح سے چلتا

رہے گا۔"

"ہمیں آپ سے یہی امید تھی۔"

تھوڑی دیر ادھر ادھر کی باتیں کرنے کے بعد پٹیل
اجازت لے کر واپس چلا آیا۔ جب رات ہوئی تو پٹیل
حویلی کے پچھلے دروازے کی طرف گیا۔ اس دروازے پر
تالا لگا ہوا تھا۔ پٹیل نے تالا کھول کر دروازے کا کنڈا
بھی کھول دیا۔ اب ڈاکوؤں کے لیے راستہ صاف تھا۔
پٹیل باغ میں آگیا۔ اس نے دیکھا کہ پہرے دار باقاعدہ پہرہ
دے رہے تھے۔

پٹیل نے پہرے دار سے کہا:

"جس آدمی کو تم نے پکڑا تھا وہ دشمن کا جاسوس
تھا۔ میں نے اسے مہامنتری کے حکم سے راجہ کے
دربار بھجوا دیا ہے جہاں سے اسے سزا ملے گی۔"

پہرے دار نے خوش ہو کر کہا:

"مہاراج ہمیں انعام دیں گے کیا؟"

پٹیل نے غصے میں کہا:

"جب انعام ملے گا تو دیکھا جائے گا۔ ابھی تم
اپنا پہرہ دیتے رہو۔"

پٹیل اپنی خواب گاہ میں آکر پلنگ پر لیٹ گیا۔

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اس کی میز پر ریت کی گھڑی رکھی تھی۔ ابھی گھڑی کے نچلے حصّے میں آدھی ریت نہیں گری تھی۔ آدھی ریت گر جانے کے بعد آدھی رات ہو جاتی تھی۔ پٹیل گھڑی کی طرف تھوڑی تھوڑی دیر بعد دیکھ لیتا تھا۔ وقت گذر جا رہا تھا۔ ریت ایک پتلی باریک دھار کی شکل میں گھڑی کے اوپر والے حصّے سے نچلے حصّے میں گر رہی تھی۔

اس وقت ڈاکوؤں کا سردار منگا بہادر اپنے ڈاکو ساتھیوں کے ہمراہ پہاڑیوں میں سے نکل کر گھوڑے پر سوار رات کے اندھیرے میں مہامنتری کی حویلی کی طرف بڑھ رہا تھا۔ اندھیری رات کے سناٹے میں چھوٹے سے شہر کے لوگ، گھروں میں گہری نیند سو رہے تھے۔ گلیاں اور بازار سنسان تھے۔ کبھی کبھی کسی طرف سے چوکیدار کے لٹھ زمین پر مارنے کی آواز آ جاتی تھی۔

ڈاکوؤں کا گروہ چہرہ پر سیاہ نقاب چڑھائے شہر کے سنسان بازار میں داخل ہو گیا۔ وہ گھوڑوں سے اتر کر چل رہے تھے۔ ان کا رخ مہامنتری کی حویلی کی طرف تھا۔ حویلی کے صدر دروازے پر مشعلیں روشن تھیں مگر پچھلی طرف اندھیرا تھا۔ اسی جگہ حویلی کا پچھلا دروازہ تھا۔ سردار منگا بہادر اپنے خاص ساتھی کے ساتھ آگے آگے چل رہا تھا۔ دونوں

ہاتھوں میں تلواریں تھیں۔ جب وہ پچھلے دروازے کے پاس آئے تو کسی نے چلّا کر کہا:

"خبردار!

سردار نے چونک کر ایک طرف دیکھا۔ ایک پہریدار سردار کی طرف بڑھا۔ اس کی موت اسے وہاں لے آئی تھی۔ سردار چھلانگ لگا کر پہرے دار پر گرا اور اس سے پہلے کہ پہرے دار کے حلق سے دوسری آواز نکلتی سردار ڈاکو نے اسے دوسری دنیا میں پہنچا دیا تھا۔

"یہ کیوں یہاں آ گیا؟" سردار نے غصّے سے کہا۔

اس نے ساتھی نے سرگوشی کی:۔

"اس کا پہرہ یہاں لگا ہو گا۔"

حویلی کے پچھلے دروازے کے پاس آ کر سردار نے دروازے کو دھکا دیا۔ دروازہ کھل گیا۔ ڈاکو حویلی میں داخل ہو گئے۔ حویلی میں مہامنتری، اس کی بیوی اور لڑکی کملا اپنے اپنے کمروں میں گہری نیند سو رہے تھے۔ ڈاکوؤں نے سب سے پہلے پہرے داروں کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔ پھر انہوں نے مہامنتری اور اس کی بیوی کے منہ میں کپڑا ٹھونس کر ان کی مشکیں کس دیں اور مہامنتری کی بیٹی کملا کے کمرے میں داخل ہوئے۔ کملا بے سدھ سو رہی

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

تھی۔ سردار نے اشارہ کیا۔

دو ڈاکو آگے بڑھے اور انھوں نے کملا کے منہ پر رومال رکھ کر اسے بے ہوشی کی دوا سنگھا دی۔ کملا نے دو بار ہچکی لی اور بے ہوش ہو گئی۔ اس کے بعد ڈاکوؤں نے ساری حویلی کو لوٹ کر مال جمع کیا اور کملا اور لوٹ کا مال لے کر حویلی کے پچھلے دروازے سے باہر نکل گئے۔ ان کے گھوڑے حویلی سے کچھ دور تیار کھڑے تھے۔ وہ گھوڑوں پر سوار ہوئے۔ اور ہوا سے باتیں کرتے رات کی تاریکی میں گم ہو گئے۔ جانے سے پہلے ڈاکوؤں نے بے ہوش ناگ کو تہہ خانے سے نکلوا کر اپنے گھوڑے پر ڈال دیا تھا۔ اور اسے بھی ساتھ لے گئے تھے۔ ان کے حویلی سے نکلنے کے فوراً بعد پٹیل نے شور مچا دیا کہ ڈاکو آ گئے۔ پکڑو۔ پکڑو۔ کہاں ہو تم پہریدارو کیا تم سب مر گئے ہو؟ پٹیل یونہی جھوٹ موٹ کا شور مچاتا مہامنتری کے کمرے میں آیا۔ مہامنتری کے منہ میں کپڑا ٹھنسا تھا۔ پٹیل نے کپڑا باہر نکالا اور مشکیں کھول دیں۔ مہامنتری شریف آدمی تھا۔ اس کا رنگ اڑا ہوا تھا۔

"ڈاکو — آئے تھے۔ میری بچی۔ میری بیوی کہاں ہے؟"

اسے اپنی دولت کا نہیں بلکہ اپنی بیوی اور بچی کا ہی خیال تھا۔

پٹیل نے بناوٹی گھبراہٹ کے ساتھ کہا:

"مہاراج! یہ کیا غضب ہو گیا۔ میں ابھی جا کر دیکھتا ہوں۔"

پھر واپس آ کر بولا:

"بیٹی کملا کو ڈاکو اٹھا کر لے گئے ہیں مہاراج۔"

اور پٹیل اپنے سر کو زور زور سے پیٹنے اور رونے لگا۔ وہاں مہامنتری کی بیوی بھی آ گئی۔ اپنی بچی کے غم سے وہ نڈھال ہو رہی تھی۔

"یہ کیا ہو گیا مہاراج؟"

یہ کہہ کر وہ اپنے خاوند مہامنتری کے پاس پلنگ پر سر جھکا کر بیٹھ گئی اور رونے لگی۔ اتنے میں جو نوکر بچ گئے تھے وہ آ گئے۔ انھوں نے بتایا کہ ڈاکوؤں نے سارے پہرے داروں کو قتل کر ڈالا ہے اور حویلی کا سارا مال لوٹ کر لے گئے ہیں۔

مہامنتری نے غم زدہ آواز میں کہا:

"مجھے میری بیٹی کا غم کھائے جا رہا ہے۔"

پھر پٹیل کی طرف دیکھ کر کہا:

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

پٹیل جی! ہمارا گھوڑا تیار کیا جائے۔ ہم ابھی مہاراج راجہ وکرم کے دربار کی طرف کوچ کریں گے تاکہ راجہ کی شاہی فوج کی مدد لے کر ہم اپنی بیٹی کملا کو ڈاکوؤں سے واپس لے سکیں۔"

پٹیل اپنے نقلی آنسو پونچھتے ہوئے بولا:

"مہاراج! آپ کیوں تکلیف کرتے ہیں۔ میں خود ابھی مہاراجہ راجہ وکرم کے دربار کی طرف کوچ کرتا ہوں۔"

مہامنتری اٹھ کر بولے:

"نہیں۔ یہ ہماری بیٹی کملا کا معاملہ ہے۔ ہم خود وہاں جا کر راجہ کے دربار میں دہائی دیں گے۔ راجہ ہماری ضرور مدد کریں گے۔"

پٹیل اب انکار نہ کر سکا۔ اس نے فوراً مہامنتری کے گھوڑے کو تیار کروا دیا۔ چار نوکر بھی گھوڑوں پر سوار ہو کر ساتھ ہو لیے اور یہ لوگ راجہ وکرم کی راجدھانی کی طرف چل پڑے۔

پٹیل نے واپس آ کر کملا کی ماں کو جھوٹ موٹ کی تسلی دی۔ وہاں ایک بار پھر جھوٹے آنسو بہائے اور پھر یہ بہانہ بنا کر کہ وہ غم سے نڈھال ہو رہا ہے اور

وید یعنی حکیم جی کے پاس جانا چاہتا ہے۔ وہاں سے اجازت لے کر چلا آیا۔

پٹیل گھوڑے پر سوار ہو کر شہر کی طرف چلا۔ اس نے نوکروں سے یہی کہا کہ وہ شہر میں حکیم جی کے پاس جا رہا ہے۔ مگر شہر سے باہر نکلتے ہی اس نے گھوڑے کا رُخ جنگل کی طرف پھیر دیا۔

دوسری طرف ڈاکو اپنے خفیہ اڈے پر پہنچ چکے ہیں۔ انہوں نے پہلا کام یہ کیا کہ مہامنتری کی اغوا کی ہوئی بیٹی بے ہوش کملا اور بے ہوش ناگ کو وہیں ایک خفیہ غار میں الگ الگ کوٹھڑیوں میں چھپا دیا۔ پھر ڈاکوؤں کے سردار منگا بہادر نے لوٹ کا مال ایک جگہ جمع کر کے اس کے حصے کیے۔ سونا اور قیمتی جواہرات اپنے پاس رکھ لیے اور باقی چاندی کے زیور اور چاندی کے سکے ڈاکوؤں میں تقسیم کر دیے۔ اس وقت صبح ہونے میں تھوڑی ہی دیر باقی تھی۔

ڈاکوؤں کے سردار نے کہا:

"اب ہمیں اپنے دشمن جاسوس کو ٹھکانے لگانا ہے جس نے ہماری مخبری کرنے کی کوشش کی تھی۔ اگر یہ بے ہوش شخص مہامنتری کو ہمارے ڈاکے کی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اطلاع دینے میں کامیاب ہو جاتا تو ہمارا زندہ رہنا مشکل تھا۔ مہامنتری کے دربان ہم سب کو جال میں پھنسا کر مار ڈالتے۔"

ڈاکو اس پنڈکوٹھری طرف جانے ہی لگا تھا جہاں ناگ بے ہوش پڑا تھا کہ جنگل میں گھوڑوں کی ٹاپ کی آواز سنائی دی۔ سب ہوشیار ہو گئے۔ ڈاکو سردار نے تلوار کھینچ لی اور ایک درخت کے پیچھے ہو گیا۔

درختوں میں آواز آئی:

"میں پٹیل ہوں۔ ضروری خبر لے کر آیا ہوں۔"

سب ڈاکو سامنے آ گئے۔ پٹیل گھوڑے سے اتر کر سردار کے پاس آیا۔ اس کا سانس پھولا ہوا تھا۔ وہ بولا:

"بڑی خطرناک خبر ہے منگا بہادر!"

"کیا ہوا؟" سردار نے تشویش سے پوچھا۔

پٹیل نے کہا:

"مہامنتری کو اپنی بیٹی کے اغوا کا سخت صدمہ ہوا ہے۔ وہ راجہ وکرم سے امداد طلب کرنے راجدھانی کی طرف روانہ ہو گیا ہے۔ وہاں سے وہ اپنے ساتھ شاہی فوج لائے گا جو اسی جگہ کو گھیرے میں لے لے گی۔ تم لوگ جلدی سے

کسی دوسری جگہ چلے جاؤ۔ وگرنہ ہم سب کی خیر نہیں ہے۔"

سردار سوچ میں پڑ گیا۔ شاہی فوج کا مقابلہ نہیں کر سکتا تھا۔ اس نے کہا:

"سب سے پہلے ہمیں اپنے جاسوس کو ٹھکانے لگانا چاہیے۔ اس کے بعد میں کملا کو لے کر یہاں سے دوسری جگہ گھاٹیوں میں چلا جاؤں گا۔ میرے ساتھی بھی میرے ساتھ رہیں گے۔ وہاں شاہی فوج کبھی ہمیں تلاش نہیں کر سکے گی۔"

داروغہ پٹیل بولا:

"چلو۔ اس نوجوان کو ختم کر دو۔ نہیں تو وہ بھی ہمارا بھانڈا پھوڑ سکتا ہے۔"

نوجوان سے ان کی مراد ناگ تھا۔

صبح ہونے ہی والی تھی۔ ناگ پر بے ہوشی کی دوا کا اثر زائل ہونے لگا تھا۔ اس نے آہستہ سے آنکھیں کھول دیں۔ دیکھا کہ وہ ایک تاریک کوٹھڑی میں فرش پر پڑا ہے۔ وہ اُٹھ کر بیٹھ گیا۔ اب اسے ساری بات یاد آ گئی کہ پٹیل نے اسے کوئی شربت پلایا تھا جس کے بعد وہ بے ہوش ہو گیا۔ اس سے صاف ظاہر ہوتا

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

تھا کہ پٹیل ڈاکوؤں سے ملا ہوا ہے۔

ناگ نے باہر قدموں کی چاپ سنی۔ کچھ لوگ اس کی کوٹھڑی کی طرف بڑھ رہے تھے۔ ناگ کو اپنی جان کی بھی فکر تھی۔ کیوں کہ اس کو قتل کیا جا سکتا تھا۔ اس نے فوراً سانس اندر کو کھینچا اور چھوٹا سا سیاہ رنگ کا سانپ بن کر کوٹھڑی کی دیوار پر چڑھ کر اندھیرے میں چھپ گیا۔

کوٹھڑی کا تالا اور پھر دروازہ کھلا اندر ڈاکوؤں کا سردار منگا بہادر اور پٹیل داخل ہوئے۔ ان کے پیچھے دو ڈاکو ننگی تلواریں لیے کھڑے تھے۔ سردار کے ہاتھ میں بھی تلوار تھی۔ ایک ڈاکو نے مشعل تھام رکھی تھی۔ مشعل کی روشنی میں کوٹھڑی خالی نظر آئی تو سردار چلایا:

"وہ بدبخت بھاگ گیا۔ اب کیا ہو گا۔"

سردار کا ساتھی اور پٹیل بھی پریشان ہو گئے۔

پٹیل نے کہا:

"تم لوگ تو کسی دوسرے ٹھکانے پر جا کر چھپ جاؤ گے لیکن اگر اس مفرور جاسوس نے مہامنتری کو جا کر سب بتا دیا کہ میں ڈاکوؤں سے ملا ہوا ہوں تو مہامنتری مجھے زندہ نہیں چھوڑے گا۔"

سردار دھاڑا: "ہم اسے پکڑ لیں گے۔ وہ جنگل میں زیادہ دور نہیں گیا ہو گا۔"

یہ کہہ کر سردار اپنے ڈاکو ساتھیوں کے ہمراہ تیزی سے باہر نکل گیا۔ باہر نکل کر سردار نے پٹیل سے حیرانی سے کہا:

"جاسوس کی کوٹھڑی کے باہر دروازہ پر تالا لگا تھا پھر وہ باہر کیسے نکل گیا۔؟"

پٹیل اور ڈاکو سردار کا ساتھی بھی تعجب میں پڑ گیا۔ کسی کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ جاسوس یعنی ناگ تالا لگی ہوئی کوٹھڑی سے کیسے نکل گیا۔

سردار نے تلوار لہرا کر کہا:

"وہ جیسے بھی نکلا ہے نکل گیا ہے۔ جنگل کا چپہ چپہ چھان مارو۔ اسے تلاش کر کے وہیں موت کے گھاٹ اتار دیا جائے۔"

سب ڈاکو جنگل میں پھیل گئے اور ناگ کی تلاش شروع ہو گئی۔

پٹیل اجازت لے کر گھبرایا ہوا واپس اپنی حویلی کی طرف روانہ ہو گیا۔ وہ اس بات سے پریشان تھا کہ اگر ناگ نے راجدھانی میں جا کر راجہ وکرم اور مہامنتری

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کو بتا دیا کہ پٹیل ڈاکوؤں کے ساتھ ملا ہے اور اس
نے اسے بے ہوشی کا شربت پلایا تھا تو اس کی
خیر نہیں ہو سکتا ہے اس کی سزا میں مجھے اور میرے خاندان کو قتل کروا دیا جائے۔
پٹیل اسی پریشانی کی حالت میں مہامنتری کی حویلی
کی طرف چلا جا رہا تھا اور ناگ ابھی تک اپنی کوٹھڑی
کی دیوار سے چپکا ہوا تھا۔ جب اس نے دیکھا کہ
سارے ڈاکو باہر نکل گئے ہیں تو وہ رینگتا ہوا دیوار سے
نیچے اترا اور بند دروازے کی درز میں سے رینگ کر باہر
آ گیا۔ اس کی کوٹھڑی کے ساتھ ہی وہ بند کوٹھڑی تھی
جس کے اندر کملا بے ہوش تھی۔ مگر اب اسے بھی ہوش
آنے لگا تھا۔

ناگ اس کی کوٹھڑی کے قریب سے گزرنے لگا
تو اسے ایسی آواز سنائی دی جیسے کوئی آہستہ آہستہ
کراہتے ہوئے مدد کے لیے پکار رہا ہو۔ ناگ وہیں رک
گیا۔ اس نے گردن اٹھا کر بند کوٹھڑی کی طرف دیکھا۔
آواز اندر سے آ رہی تھی اور کسی عورت کی آواز تھی۔
ناگ نے سوچا کہ اگر وہ سانپ کی شکل میں اندر
گیا اور وہاں جا کر اس نے انسانی شکل اختیار کی تو
عورت ڈر کر بے ہوش ہو جائے گی۔ اس لیے بہتر

ہے کہ انسانی شکل میں ہی اس عورت کی مدد کی جائے۔
ضرور اس کو پٹیل اور ڈاکوؤں نے قید میں ڈال رکھا ہے۔
ناگ فوراً انسانی شکل میں آ گیا۔ اس نے تالے کو
توڑ ڈالا اور کوٹھڑی میں داخل ہو گیا۔ اس نے دیکھا کہ
اندھیرے میں ایک عورت فرش پر بیٹھی سسکیاں بھر
رہی ہے۔

ناگ نے قریب جا کر کہا:
"بہن! تو کون ہے؟"
کملا نے حیرانی سے ناگ کو دیکھا اور کہا:
"تم نے مجھے بہن کہا۔ کیا تو ڈاکوؤں کا ساتھی
نہیں ہے؟"
ناگ بولا: "نہیں بہن! میں ڈاکوؤں کا ساتھی نہیں
ہوں۔ مجھے تو دھوکے سے بے ہوش کر کے یہاں
ڈال دیا گیا تھا۔ اب ہوش آیا تو یہاں سے فرار
ہونے لگا تھا کہ مجھے تمہاری آواز سنائی دی"
کملا نے سسکیاں بھرتے ہوئے کہا:
"بھگوان کے لیے مجھے بھی یہاں سے نکال لے
چلو۔ میرا نام کملا ہے۔ میں مہامنتری جی کی بیٹی
ہوں۔ ڈاکوؤں نے ہمارا گھر لوٹ لیا اور مجھے

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

بے ہوش کر کے یہاں اغوا کر کے لے آئے ہیں۔"

ساری بات ناگ کی سمجھ میں آ گئی۔ اس نے کملا کو تسلی دی اور کہا:

"گھبراؤ نہیں بہن! میں تمہیں یہاں چھوڑ کر نہیں جاؤں گا۔ آؤ میرے ساتھ۔"

کملا نے ڈرتے ہوئے کہا:

"لیکن باہر ڈاکو ہوں گے۔ وہ ہمیں زندہ نہیں چھوڑیں گے۔ وہ بڑے ظالم ہیں۔"

ناگ نے کہا:

"بہن خدا پر بھروسہ رکھو۔ آؤ۔"

کملا اٹھ کر ناگ کے ساتھ باہر آ گئی۔

یہ ایک تنگ و تاریک تہہ خانہ تھا۔ کملا ناگ کے پیچھے پیچھے چل رہی تھی۔ تہہ خانہ کے باہر ایک ڈاکو پہرہ دے رہا تھا۔ پو پھٹ چکی تھی۔ دھیمی دھیمی صبح کی روشنی پھیلنے لگی تھی۔ پہرے دار ڈاکو ہاتھ میں تلوار لیے ایک پتھر پر بیٹھا ہوا تھا۔ اچانک اس نے اندر قدموں کی چاپ سنی تو تلوار لے کر اندر کی طرف دوڑا۔ اس کے سامنے ناگ اور اس کے پیچھے کملا کھڑی تھی۔ پہرے دار

ڈاکو نے ناگ پر تلوار سے حملہ کر دیا۔ مگر یہ دیکھ کر اس کے ہاتھوں کے طوطے اڑ گئے کہ جس آدمی پر اس نے تلوار کا وار کیا تھا وہ اب وہاں نہیں تھا۔ ناگ بجلی کی تیزی کے ساتھ ایک سانپ کی شکل اختیار کر کے اس کے پیچھے آ چکا تھا۔ کملا کو بھی اندھیرے میں کچھ معلوم نہ ہو سکا کہ ناگ کہاں چلا گیا ہے۔ وہ ایک طرف اندھیرے میں ہو کر بیٹھ گئی اور رونے لگی ناگ سانپ کی شکل میں اندھیرے میں ایک طرف ہو کر بیٹھ گیا پہریدار حیرانگی کے ساتھ اسے تلاش کر رہا تھا۔ جب وہ تلاش کرتے کرتے ناگ کے قریب آیا تو ناگ نے پہرے دار ڈاکو کو ڈس دیا تھا۔ ڈاکو نیچے گرا۔ ناگ دوبارا انسانی شکل میں آ کر اندھیرے سے نکل کر کملا کے پاس آ گیا اور اسے تسلی دی کہ ڈاکو ٹھکانے لگا دیا گیا ہے۔

کملا پھٹی پھٹی نظروں سے ناگ کو تکنے لگی۔

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

بھیانک سیّارہ

کملا کو شک تھا کہ یہ شخص ضرور غائب ہوا تھا۔ کیسے اور کس طرح وہ نہ جان سکی۔

ناگ نے کملا کو بازو سے پکڑا اور تیزی سے باہر نکال کر لے آیا۔ سامنے گھنا جنگل اور تاریک گھاٹی تھی۔

ناگ نے کہا:

"ہمیں اس گھاٹی میں اُتر کر واپس حویلی میں جانے کے لیے راستہ تلاش کرنا چاہیے۔ کیوں کہ مجھے شک ہے کہ جنگل میں ڈاکو ہوں گے"

ناگ تو سردار ڈاکو کا یہ حکم سن چکا تھا کہ جنگل میں جاسوس ناگ کو تلاش کرو۔ کملا کو وہ ساری بات نہیں بتا سکتا تھا۔ چنانچہ وہ اسے لے کر جنگل میں سے نیچے گھاٹی میں اُتر گیا۔ کملا ناگ کے پیچھے پیچھے چلی جا رہی تھی۔ دن نکل آیا تھا۔ اندھیرا دور ہو گیا تھا۔ جنگلی جھاڑیاں اور اونچا گھاس جگہ جگہ اُگا ہوا تھا۔ وہ ایک جنگلی پگ ڈنڈی پر سے بڑی احتیاط سے

اتر رہے تھے۔ گھاٹی نیچے جا کر ایک سوکھے نالے میں اتر گئی تھی۔ انہوں نے سوکھے نالے میں چلنا شروع کیا۔ سوکھے نالے میں سے نکل کر وہ باہر آئے تو ناگ نے کملا کو نیچے بیٹھ جانے کا اشارہ کیا۔ کیوں کہ ناگ کو دو ڈاکو نظر آئے تھے جو اسی کو جنگل میں تلاش کر رہے تھے۔ گھوڑے ان کے ساتھ تھے۔ کملا ڈر رہی تھی۔

ناگ نے اسے حوصلہ دیا اور خاموش رہنے کو کہا:

دونوں ڈاکوؤں نے گھوڑوں کو وہاں چرنے کے لیے چھوڑ دیا اور خود ایک درخت کے نیچے بیٹھ کر گپّا ہوتے اور ہنس ہنس کر باتیں کرنے لگے۔ ان ڈاکوؤں نے ناگ کا راستہ روک لیا تھا۔ ناگ کو خیال آیا کہ اگر وہ کسی طرح ان ڈاکوؤں کو بے ہوش کر دے تو ان کے گھوڑے اسے مل سکتے ہیں۔

ناگ نے کملا سے کہا:

"میں ان ڈاکوؤں کے گھوڑے لے کر آتا ہوں تم یہاں سے ہرگز نہ ہلنا۔

یہ کہہ کر ناگ گھاس کے اندر ہی اندر سے ڈاکوؤں کے پیچھے کی طرف نکل آیا۔ وہ خوامخواہ ان ڈاکوؤں کو

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ہلاک نہیں کرنا پڑتا تھا۔ ناگ نے سانپ کا روپ بدلا اور رینگتا ہوا ڈاکوؤں کے پیچھے آگیا۔ وہ رینگ کر ایک ڈاکو کی پیٹھ کے پاس آیا اور اس کو ڈس دیا۔ مگر اس کے جسم میں صرف اتنا زہر داخل کیا کہ وہ بیہوش ہی ہو سکتا تھا۔

اپنے ساتھی کو اچانک بے ہوش ہوتے دیکھ کر دوسرا ڈاکو جلدی سے اُٹھ کھڑا ہوا۔ اس کی نظر سانپ پر پڑ گئی۔ وہ تلوار سے سانپ کے ٹکڑے کرنے ہی والا تھا کہ ناگ نے اس کی ٹانگ پر بھی ڈس دیا۔ جب دونوں ڈاکو بے ہوش ہو گئے تو ناگ انسانی شکل میں واپس آگیا۔ اس نے گھوڑوں کی باگیں تھامیں اور کملا کے پاس آ کر بولا:

"اس گھوڑے پر سوار ہو جاؤ۔ ہمیں اس جنگل سے جلدی نکل جانا ہوگا۔"

کملا اور ناگ گھوڑے پر بیٹھے اور جنگل میں روانہ ہو گئے۔

ناگ ان راستوں کو ایک بار پہلے عقاب کی شکل میں دیکھ چکا تھا۔ وہ بہت جلد کملا کو لے کر جنگل سے باہر آگیا۔ اس کے سامنے پہاڑی بیابان تھا۔ ان کے

گھوڑے سرپٹ دوڑ رہے تھے۔ دوپہر کے وقت کملا اور ناگ شہر کے قریب پہنچ گئے۔ اب ناگ نے کملا کو ساری بات بتا دی کہ ان کا داروغہ پٹیل ڈاکوؤں سے ملا ہوا ہے اور اسی نے ان کی حویلی میں ڈاکہ ڈلوایا تھا۔ کملا پریشان ہو کر بولی:

"پٹیل تو حویلی میں ہی ہو گا۔ وہ ہمیں نقصان پہنچا سکتا ہے۔"

ناگ بولا: "ہم سیدھا تمہارے باپ کے پاس جائیں گے اور پٹیل کا بھانڈا پھوڑ کر اسے گرفتار کرا دیں گے۔"

کملا بولی: "ہمیں ہوشیار رہنا ہو گا بھائی۔ پٹیل مکار ہے۔ وہ میرے پتاجی کے سامنے مگرمچھ کے آنسو بہا رہا ہو گا۔"

ناگ نے کہا:

"کوئی بات نہیں۔ اس کا پاکھنڈ کھل جائے گا۔"

ناگ کملا کو لے کر حویلی میں داخل ہوا تو وہاں جو دربان اور نوکر تھے انہوں نے کملا کو دیکھ کر خوشی کے نعرے لگائے۔ کملا کی ماں نے اپنی بچی کو سینے سے لگا لیا اور اس کا ماتھا چومنے لگی۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ناگ نے کہا :

"ماتا جی! میں کملا کو ڈاکوؤں کے چنگل سے چھڑا کر لے آیا ہوں۔ ان کے پتا جی کہاں ہیں ؟

کملا کی ماں نے ناگ کو بتایا کہ مہامنتری جی راجدھانی میں راجہ وکرم سے مدد لینے گئے ہیں۔

کملا نے کہا :

"ماتا جی! یہ سارا کیا دھرا پٹیل جی کا ہے وہ ڈاکوؤں سے ملا ہوا ہے۔"

کملا کی ماں کو یقین نہیں آ رہا تھا۔ اتنے میں پٹیل بھی آ گیا۔ وہ ناگ اور کملا کو حویلی میں داخل ہوتے دیکھ چکا تھا۔ اس نے آتے ہی ہاتھ جوڑ کر پرنام کیا اور کملا کو دیکھ کر بولا :

"بھگوان کا شکر ہے۔ ہماری بیٹی واپس گھر آ گئی۔"

ناگ نے غصے سے کہا :

"پٹیل جی! تمہارا بھانڈا پھوٹ چکا ہے۔ تم ڈاکوؤں کے ساتھی ہو۔ تم نے ہی یہ ڈاکہ ڈلوایا ہے۔

مکار۔ پٹیل نے روتے ہوئے کہا :

"ماتا جی! یہ الزام ہے۔ بھلا میں کیسے یہ حرکت کر سکتا ہوں۔ میں نے آپ کا نمک کھایا ہے۔

یہ نوجوان مجھ پر جھوٹا الزام لگا رہا ہے۔"

ناگ نے کہا :

"پھر تم نے مجھے اس وقت شربت پلا کر بے ہوش کیوں کیا تھا۔ جب میں ڈاکے کی اطلاع دینے یہاں آیا تھا؟"

پٹیل نے آنسو پونچھتے ہوئے کہا۔

"بیٹا وہ شربت زہریلا تھا تم تو بے ہوش ہی ہوئے ہو اس شربت کو پی کر میرے دو نوکر مر گئے۔ مجھے کیا پتہ تھا کہ شربت زہریلا ہو چکا ہے۔ پھر تم کو بھی ڈاکو اٹھا کر لے گئے۔ کیوں کہ وہ تمہیں اپنا جاسوس سمجھتے تھے انہیں کسی نے بتا دیا تھا کہ تم ڈاکے کی پہلے سے اطلاع کرنے حویلی میں آئے تھے۔"

ناگ نے جھڑک کر کہا،

"تم نے ہی انہیں میرے بارے میں بتایا تھا یہاں اور کون ہے جو ایسا کرے گا؟"

پٹیل کملا کی ماتا کی طرف دیکھ کر بولا :

"ماتا جی! میں بے قصور ہوں۔ میں آپ کو دھوکہ دینے کے بارے میں کبھی سوچ بھی نہیں سکتا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

پٹیل نے کچھ ایسی مکاری سے اداکاری کی کہ کملا کی ماتا کو اس پر یقین آ گیا۔ اس نے ناگ سے کہا:

"بیٹا! یہ ہمارا پرانا ملازم ہے اور گھر کا بزرگ ہے یہ ایسا کام نہیں کر سکتا۔ چلو۔ اب تم آرام کرو۔ کملا کے پتا جی کل واپس آ جائیں گے۔"

ناگ کو یقین تھا کہ پٹیل غدار ہے مگر کملا کی ماں اسے بے قصور سمجھ رہی تھی اس لیے وہ کچھ نہیں کر سکتا تھا۔ کملا کو لے کر اس کی ماں کمرے میں چلی گئی۔ پٹیل نے ناگ کو بھی ہاتھ جوڑے اور کہا:

"بیٹا! تمہیں غلطی لگی ہے۔ میں ایسا نہیں ہوں۔ چلو۔ تم بھی بھوجن کر لو۔"

ناگ خاموشی سے اس کے ساتھ مہمان خانے میں آ گیا۔

ناگ کو معلوم تھا کہ پٹیل ڈاکوؤں کو اس کے فرار اور کملا کے واپس حویلی میں پہنچ جانے کی ضرور خبر کرنے جائے گا۔ چنانچہ وہ پٹیل کو اپنی نگاہ میں رکھے ہوئے تھا۔ مگر پٹیل بھی بڑا چالاک تھا۔ اس روز وہ خود نہ گیا۔ اس نے اپنے ایک راز دار آدمی کو پیغام دے کر ڈاکوؤں کے پاس خفیہ ٹھکانے کی طرف روانہ کر دیا۔

ڈاکوؤں کے سردار کو جب پتہ چلا کہ ناگ اور کملا حویلی میں پہنچ گئے ہیں تو وہ غصے سے لال پیلا ہو گیا۔ اس نے اعلان کر دیا۔

آج رات ہم کملا اور جاسوس کو ہلاک کر دیں گے۔ یہ ہمارے لیے زبردست خطرہ ہیں جس کا دُور کرنا بڑا ضروری ہے۔

اُدھر ناگ رات کے وقت بھی پٹیل کی جاسوسی کر رہا تھا۔ وہ چھپ چھپ کر پٹیل کو دیکھتا رہا تھا۔ مگر اسے خبر ہی نہ ہوئی کہ پٹیل نے ڈاکوؤں کے پاس اپنا خاص آدمی روانہ کر دیا تھا۔ رات ہو گئی۔ ناگ نے کملا کی حفاظت کا فیصلہ کر لیا تھا۔ مگر وہ اس کے کمرے میں نہیں سو سکتا تھا۔ کملا کو اس کی ماں نے اپنے پاس اپنے کمرے میں سلایا اور باہر پہرہ لگا دیا۔ ناگ اسی حویلی کے مہمان خانے والے کمرے میں آ کر لیٹ گیا۔ پٹیل کو وہ اپنے کمرے میں جاتے دیکھ چکا تھا۔ پھر بھی ناگ کو شبہ تھا کہ پٹیل نے ضرور ڈاکوؤں کو خبر کر دی ہو گی۔

ناگ جاگ رہا تھا۔

جب رات گہری ہو گئی تو ناگ نے سانپ کی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

شکل بدلی اور رینگتا ہوا اپنے کمرے سے نکل کر اس کمرے میں آ گیا جہاں کملا اپنی ماتا جی کے ساتھ سو رہی تھی۔ یہاں پہرہ بھی لگا تھا۔ پہرے دار تلوار لیے کمرے کے دروازے کے آگے ٹہل رہا تھا۔

یہاں ہلکا ہلکا اندھیرا تھا۔ ناگ دیوار کے ساتھ ساتھ رینگتا ہوا واپس جا رہا تھا کہ اسے باہر کچھ کھڑکھڑاہٹ سنائی دی۔ وہ تیزی سے لپک کر حویلی کے صحن میں آگیا یہاں مشعلیں بجھا دی گئی تھیں اور اندھیرا تھا۔ سامنے کچھ فاصلے پر اسے پٹیل کے کمرے کا دروازہ نظر آ رہا تھا۔

ناگ ایک ستون کے پیچھے سے گردن نکال کر ادھر دیکھنے لگا۔

اس نے اندھیرے میں چار انسانوں کے سائے اونچی دیوار میں سے کمند کی مدد سے نیچے اترتے نظر آئے۔ ڈاکو آ گئے تھے۔ دو سائے وہیں دیوار کے پاس بیٹھ گئے اور دو سائے پٹیل کے کمرے کی طرف بڑھے۔ ناگ سمجھ گیا کہ پٹیل نے ڈاکوؤں کو خبر کر دی تھی اور اب ڈاکو کملا کو اغوا کرنے اور ناگ کو ہلاک کرنے آئے ہیں۔ ناگ تیزی سے رینگتا ہوا کملا کے بند کمرے کے سامنے آ کر ایک جگہ دیوار کے سوراخ میں چھپ کر بیٹھ گیا۔ چند سیکنڈ گزرے ہوں

گے کہ اچانک برآمدے میں چاروں ڈاکو دوڑتے ہوئے آئے اور انہوں نے دربان کو تلوار کے ایک ہی وار سے موت کے گھاٹ اتار دیا۔

سردار ڈاکو آگے آگے تھا۔

اس نے کملا کے کمرے کا دروازہ توڑنا شروع کر دیا۔

اندر سے کملا اور اس کی ماں کی چیخیں بلند ہونے لگیں۔

ناگ اب انتظار نہیں کر سکتا تھا۔ وہ دیوار سے چھلانگ لگا کر برآمدے میں ذرا دور اندھیرے میں گرا اور گرتے ہی اس نے سانس کھینچ لیا۔ سانس کھینچنے سے پہلے ناگ نے بہت مدت کے بعد ایک ہاتھی کا تصور اپنے ذہن میں جما لیا تھا۔

سردار ڈاکو اپنے ساتھیوں کے ساتھ کمرے کا دروازہ توڑ رہا تھا کہ اچانک ایک طرف سے ہاتھی کی چنگھاڑ سنائی دی۔ ڈاکو حیران ہوئے کہ یہ ہاتھی یہاں کہاں سے آ گیا۔ انہوں نے گھبرا کر ایک طرف دیکھا تو سامنے ایک پہاڑ اتنا اونچا بھاری بھرکم ہاتھی خونخوار دانت نکالے، سونڈ گھماتا، چیختا چنگھاڑتا ان کی طرف بڑھ رہا تھا۔ سردار تلوار کا وار کرنے ہی لگا تھا کہ ہاتھی اس کے سر پر پہنچ گیا اور اس نے سردار ڈاکو کو اپنی سونڈ میں لپیٹ کر

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اوپر اٹھا لیا اور پھر اپنے سر کے اوپر گھما کر زور سے برآمدے کے فرش پر پنخ دیا۔ سردار کی ہڈیاں چُور چُور ہوگئیں اور وہ پھر نہ اٹھ سکا۔

دوسرے ڈاکو ڈر کر بھاگے مگر ناگ نے لپک کر انہیں بھی پکڑ لیا۔ ایک کو سونڈ میں جکڑا دوسرے اور تیسرے کو اپنے پاؤں تلے روند ڈالا۔ دیکھتے دیکھتے وہاں چاروں ڈاکوؤں کی لاشیں پڑی تھیں۔ ہاتھی کے چنگھاڑنے اور چلانے سے وہاں زبردست شور پیدا ہوا تھا۔ حویلی کے دوسرے نوکر بھی جاگ پڑے اور ماتا کی خواب گاہ کی طرف دوڑے۔

ناگ وہاں سے نکل کر باغ میں آ گیا اور رات کے اندھیرے میں اس نے ایک بار پھر انسانی شکل بدلی اور وہ بھی دوسرے ملازموں کے ساتھ دوڑتا ہوا برآمدے میں آ گیا جہاں چاروں ڈاکوؤں کی کچلی ہوئی لاشیں پڑی تھیں اور کملا اور ان کی ماتا ایک طرف سہمی کھڑی تھیں۔

"یہ سب کچھ کیسے ہو گیا؟"

کملا کی ماتا نے سہمی ہوئی آواز میں کہا۔ ناگ بولا:

"ماتا جی! یہ چاروں ڈاکو تھے۔ یہ کملا بہن کو اٹھا کر لے جانے آئے تھے۔ بھگوان کا شکر ہے کہ جنگلی ہاتھی ادھر آ گیا اور اس نے ان کو ہلاک کر ڈالا۔"

کملا کی ماتا نے ہاتھ باندھ کر آسمان کی طرف دیکھا اور بولی:

"گنیش جی مہاراج نے میری بچی کو بچا لیا۔ میں آج ہی ان کا شاندار مندر بنوانا شروع کر دوں گی۔"

وہاں پٹیل بھی گھبرایا ہوا پہنچ گیا۔ اس نے بھی نقلی حیرت کا اظہار کیا۔ لاشوں کو دیکھ کر کہا:

"یہ ضرور ڈاکو ہوں گے۔ بھگوان تیرا شکر ہے ہماری بچی ان کے ظلم سے بچ گئی۔"

ناگ اسے غور سے گھور رہا تھا۔ مگر اس نے پٹیل کے بارے میں کسی کو نہ بتایا کہ ڈاکو پہلے اس کے کمرے میں گئے تھے۔ دوسرے روز شام کو کملا کے پتا جی بھی آ گئے۔ کملا کو واپس اپنی حویلی میں دیکھ کر وہ خوشی سے نہال ہو گئے۔ انہیں ساری کہانی سنائی گئی۔ انہوں نے ناگ کو گلے لگا لیا۔

"تم نے میری بچی کو بچا کر مجھے خرید لیا ہے بیٹا۔"

پٹیل کے بارے میں انہیں بھی یقین نہ آیا کہنے لگے:

"پٹیل ہمارا پرانا ملازم ہے۔ وہ ہم سے غداری نہیں کر سکتا بیٹا۔ تمہیں غلط فہمی ہوئی ہے۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ناگ نے مزید کچھ کہنے کی ضرورت محسوس نہ کی جب لوگ خود اس حد تک سادہ مزاج تھے کہ دشمن پر بھروسہ کیے ہوئے تھے تو ناگ کو انہیں سمجھانے کی کیا ضرورت تھی۔ انسان کو سادہ مزاج اور شریف ضرور ہونا چاہیے مگر اس حد تک بھی شریف نہ ہونا چاہیے کہ دشمن اسے نقصان پہنچا دے۔ انسان کو چاہیے کہ شرافت کے ساتھ ساتھ عقل مند بھی ہو۔ اپنا بُرا بھلا پہچان سکے اور پھر اپنے دشمن کو کبھی کمزور نہیں سمجھنا چاہیے۔

ناگ نے اپنا فرض ادا کر دیا تھا۔ کملا کو اس کے ماں باپ سے ملا دیا تھا۔ اب اسے ماریا کو تلاش کرنا تھا جس کے بارے میں اسے یقین تھا کہ چونکہ وہ بھی اسی بھیڑیئے کے منہ میں سے نیچے گری تھی اس لیے ضرور اسی دنیا میں یعنی تین ہزار سال پرانے ہندوستان ہی میں کسی شہر یا جنگل میں ہو گی۔ مہامنتری ناگ کو اپنے پاس ہی رکھنا چاہتا تھا۔ اس نے کہا:

"بیٹا! تم مجھے بہت عزیز ہو۔ ہماری ایک ہی بیٹی ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ تم اسے اپنی بیوی بنا کر ہنسی خوشی یہاں زندگی بسر کرو۔"

ناگ نے مسکرا کر کہا:

"مجھے افسوس ہے۔ میں ایسا نہیں کر سکتا۔ اگر مجھے شادی کرنی ہوتی تو کئی شہزادیوں کے ہاتھ میری طرف بڑھے تھے۔ مگر میں نے ان سے شادی نہیں کی۔ اس لیے کہ شادی میری زندگی کا مقصد نہیں ہے۔"

یہ کہہ کر ناگ مہامنتری کی حویلی سے ماریا کی تلاش میں روانہ ہو گیا۔

اب ہم پھر عنبر اور کیٹی کی طرف آتے ہیں۔ یہاں تو زمین پر کئی دن گذر گئے تھے مگر اوپر بھیڑیئے کے کھلے منہ والے سیارے پر ابھی پندرہ منٹ ہی گذرے تھے۔ جب پندرہ منٹ گذرنے کے بعد بھی ناگ غار سے واپس نہ آیا تو عنبر کو فکر لگی۔ اس نے کیٹی سے کہا:

"کچھ سمجھ میں نہیں آ رہا۔ پہلے ماریا اندر جا کر گم ہو گئی۔ اب ناگ ایسا گیا ہے کہ واپس ہی نہیں آیا۔"

کیٹی نے کہا:

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"مجھے تو دال میں کالا کالا نظر آتا ہے۔ اندر ضرور کوئی گڑ بڑ ہوئی ہے۔ ہمیں خود اندر چل کر دیکھنا چاہیے۔"

عنبر اور کیپٹن اٹھے اور خود بھیڑیئے کے کھلے ہوئے منہ میں داخل ہو کر سیڑھیاں اترنے لگے۔ سامنے انہیں سرنگ نظر آئی جس کی چھت پر سفید ٹیوبیں لگی تھیں اور روشنی ہو رہی تھی۔ سرنگ کی بیضوی دیوار کے ساتھ ساتھ ستون کھڑے تھے جن کے اوپر بھیڑیوں کے منہ کے بت رکھے تھے۔

یہاں سے گذرتے ہوئے کیپٹن اور عنبر بھی اس ہال کمرے میں آ گئے جہاں انہیں سامنے دیوار پر بھیڑیوں کے پانچ کھلے منہ دیوار میں بنے ہوئے دکھائی دیئے۔ کیپٹن اور عنبر قریب آ گئے۔

کیپٹن نے کہا:

"یہاں نہ ناگ ہے اور نہ ماریا ہی کی خوشبو آ رہی ہے۔ وہ ضرور کسی حادثے کا شکار ہو گئے ہیں عنبر! ہمیں ہوشیار رہنا ہو گا۔"

ماریا کی خوشبو عنبر کو بھی نہیں آ رہی تھی۔

خدا خیر کرے۔ یہ لوگ کہاں جا سکتے ہیں اور ماریا کی بھی خوشبو غائب ہے۔ لیکن ان بھیڑیوں

کے کھلے چہروں کے اوپر رومن ہندسے کیسے لکھے ہیں؟

عنبر درمیان والے بھیڑیئے کے منہ کے قریب آیا تو اچانک اسے ماریا کی خوشبو محسوس ہوئی۔ اس نے کیپٹن سے بے اختیار کہا:

"کیپٹن یہاں سے ماریا کی خوشبو آ رہی ہے۔"

کیپٹن بھی جلدی سے درمیان والے بھیڑیئے کے منہ کے قریب آ گئے۔ یہ وہی بھیڑیئے کا چہرہ تھا جس کے اوپر تین ہزار کا ہندسہ لکھا تھا اور جس کے بٹن کو ماریا نے دبایا تھا۔ خوشبو ابھی تک اس بٹن میں سے آ رہی تھی۔

عنبر اور کیپٹن نے بھیڑیئے کے منہ پر لگے شیشے میں سے اندر جھانکا۔

کیپٹن نے کہا:

"اندر تو گہرا اندھیرا ہے۔ خوشبو یہاں سے ہی آ رہی ہے۔"

عنبر بولا: "ہو سکتا ہے ماریا اس طاقتور شیشے کے پیچھے قید ہو کر رہ گئی ہو۔ میں اسے توڑتا ہوں۔"

یہ کہہ کر عنبر نے مکا مارا اور بھیڑیئے کے منہ پر لگا شیشہ دو ٹکڑے ہو گیا۔ شیشے کے ٹوٹتے ہی کی ایک

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

بلند اور بھیانک چیخ سے سارا ہال کمرہ گونج اٹھا۔ یہ کسی بھیڑیے کی چیخ تھی۔ عنبر اور کیٹی پیچھے ہٹ گئے۔ اچانک ایک طرف سے دیوار شق ہو گئی اور اس کے اندر سے سبز رنگ کے پگھلے ہوئے سیال مادے کی ایک موٹی لکیر بہتی ہوئی نکل کر ان کی طرف بڑھی۔ پگھلے ہوئے مادّے کی یہ موٹی لکیر ایک سانپ کی طرح بل کھاتی آگے بڑھ رہی تھی۔

عنبر نے کہا:

"کیٹی باہر کی طرف دوڑو۔ یہ کوئی کیمیاوی مادہ ہے یہ خطرناک بھی ہو سکتا ہے۔"

دونوں ہال کمرے کے دروازے کی طرف واپس دوڑے مگر دروازہ کھٹاک سے اپنے آپ بند ہو گیا۔ عنبر نے پوری طاقت سے دروازے کو دھکا دیا مگر دروازہ اس قدر مضبوط تھا کہ اس پر کوئی اثر نہ ہوا۔ سیال مادے کا اندھا سانپ بل کھاتا لہراتا ان کی طرف آ رہا تھا۔ ایسا لگتا تھا کہ اس پگھلے ہوئے سبز مادّے کی آنکھیں ہیں اور وہ ان دونوں کو دیکھ رہا ہے۔ کیوں کہ عنبر اور کیٹی جس طرف جاتے تھے یہ مادہ اسی طرف آ جاتا تھا۔

"یہ پگھلا ہوا خطرناک سانپ میری طرف آ رہا ہے عنبر!"

کیٹی نے گھبرائی ہوئی آواز میں کہا۔

عنبر نے کہا:

"میرے پیچھے آ جاؤ۔"

کیٹی بھاگ کر عنبر کے پیچھے آ گئی۔ عنبر اس پگھلے ہوئے سبز سانپ سے بچ کر ادھر اُدھر دوڑنے لگا مگر اب پگھلے ہوئے مادّے نے سارے کمرے میں اپنے کنڈل کو پھیلا دیا تھا۔ جونہی اس سے عنبر کے پاؤں ٹکرائے اسے بجلی کا ایک جھٹکا لگا اور وہ اس پر گر پڑا۔ کیٹی بھی گر پڑی۔ پگھلے ہوئے مادے کے سانپ نے عنبر اور کیٹی کو اپنے کنڈل میں جکڑ لیا۔ عنبر نے اپنا پورا زور لگایا مگر وہ اس پگھلے ہوئے سانپ کے کنڈل سے اپنے آپ کو نہ چھڑا سکا۔ کیٹی بھی اس میں پھنس کر رہ گئی تھی۔

"عنبر! یہ سانپ ہمیں واپس گھسیٹے لیے جا رہا ہے۔"

عنبر نے کہا:

"میری سمجھ میں کچھ نہیں آ رہا۔"

عنبر کو محسوس ہوا کہ اس کی طاقت کمزور پڑتی جا رہی ہے۔ کیٹی پر بھی غنودگی چھانے لگی تھی۔ عنبر کی آنکھوں کے آگے اندھیرا آنے لگا۔ کیٹی کی آنکھیں بھی بند ہو رہی تھیں۔ اس نے کہا:

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"میری آنکھیں بند ہو رہی ہیں عنبر۔"

عنبر نے کوئی جواب نہ دیا۔ کیوں کہ عنبر بے ہوش ہو چکا تھا۔ اس کے ساتھ ہی کیٹی بھی بے ہوش ہو گئی۔

سبز مادے کا سانپ دونوں کو اپنے کنڈل میں جکڑ کر رینگتا ہوا واپس دیوار کے شگاف میں داخل ہو گیا۔ اس کے جانے کے بعد دیوار پھر بند ہو گئی۔

عنبر اور کیٹی کو جب ہوش آیا تو انہوں نے اپنے آپ کو شیشے کے ایک آدمی کے قد جتنے اونچے سلنڈر میں بند پایا۔ وہ دونوں سلنڈر میں ساتھ ساتھ کھڑے تھے۔ یہ سلنڈر ایک اونچی سفید چھت والے کمرے کے درمیان میں لگا تھا۔ سامنے ایک بہت بڑا گول چبوترہ تھا جس پر بھیڑیئے کا چہرہ منہ کھولے موجود تھا۔ یہ چہرہ ایک بُت تھا جو کافی بڑا تھا۔ اس کے منہ کے آگے ایک شیشے کی کرسی بھی تھی۔

کمرہ ابھی تک خالی تھا۔ عنبر نے آنکھیں جھپکاتے ہوئے اپنے قریب کیٹی کو دیکھا تو کہا:

"ہم کہاں آ گئے ہیں کیٹی؟"

کیٹی چاروں طرف آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر تک رہی تھی۔

"یہ کوئی خاص کمرہ ہے۔ ہمیں خاص طور پر اس

سلنڈر میں بند کیا گیا ہے۔ نہ جانے ہمارے ساتھ کیا سلوک کیا جائے؟"

عنبر نے سلنڈر کی شیشے کی دیوار کو مکا مارا مگر شیشے کی دیوار کسی بے حد مضبوط مادے سے بنائی گئی تھی۔ شیشے پر کوئی اثر نہ ہوا۔ اتنے میں بھیڑیئے کے منہ کے اندر روشنی ہو گئی۔ عنبر اور کیٹی اس طرف دیکھنے لگے بھیڑیئے کے منہ میں سے دو آدمی نمودار ہوئے جن کے چہرے لومڑوں ایسے تھے مگر باقی جسم انسانوں ایسے تھے۔

"یہ یہاں کی مخلوق ہے عنبر۔" کیٹی نے سرگوشی کی۔

دونوں لومڑ انسان بھیڑیئے کے منہ کے باہر آ کر شیشے کی کرسی کے دائیں بائیں کھڑے ہو گئے۔ ان کے چست نیلے لباس جسم سے چمٹے تھے اور کمر کے ساتھ خلائی پستول لٹک رہے تھے۔

بھیڑیئے کے منہ میں سے چار مزید لومڑ انسان باہر نکلے اور چبوترے پر ایک جانب بڑے ادب سے کھڑے ہو گئے۔ ان کے بعد عنبر اور کیٹی نے دیکھا کہ بھیڑیئے کے کھلے منہ میں سے ایک خوبصورت اونچی لمبی عورت باہر نکلی جس کے لمبے سیاہ بال شانوں پر بکھرے ہوئے تھے اور جسم پر شاندار چمک دار لباس تھا۔ اس کے ہاتھ میں ایک چمکیلی چھڑی تھی جس کے سرے پر بھیڑیئے کا منہ

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

بنا ہوا تھا۔

"یہ تو ہماری زمین کی عورتوں ایسی عورت ہے۔"
عنبر نے کہا۔

کیٹی نے آہستہ سے کہا،

"اس مخلوق میں یہ کہاں پھنس گئی؟"

عنبر بولا: "کچھ نہیں کہا جا سکتا۔ ہو سکتا ہے یہ بھی ہماری جان کی دشمن ہو۔"

عورت بھیڑیے کے منہ سے نکل کر شیشے کی کرسی پر بیٹھ گئی۔ پھر اس نے ہاتھ کا ہلکا سا اشارہ کیا۔ اشارہ ملتے ہی ایک ٹومڑ انسان نے چبوترے پر لگی ہوئی ایک ننھی سی مشین کا بٹن دبا دیا اب عنبر اور کیٹی کو باہر کی آوازیں سلنڈر میں سنائی دینے لگیں۔

عورت گہری نظروں سے عنبر اور کیٹی کی طرف دیکھ رہی تھی۔ پھر اس کے لب ہلے اور عنبر اور کیٹی کو اس کی آواز سنائی دی:

"میں تم سے تمہاری زبان میں بات کر رہی ہوں اس وقت تم دونوں میری قید میں ہو۔ مجھے یہ بتانے کی ضرورت نہیں کہ مجھے ایک انسان مرد کی اشد ضرورت تھی۔ اس بارے میں تمہیں

بعد میں بتاؤں گی۔ اس وقت تمہیں اتنا ہی بتاؤں گی کہ تم میرا حکم ماننے کے لیے اپنے آپ کو تیار کر لو۔ کیوں کہ اس کے سوا تمہارے لیے اور کوئی چارہ نہیں ہے۔"

عنبر اور کیٹی بڑے غور سے اس عورت کی باتیں سن رہے تھے۔

عنبر نے سوال کیا:

"تم ہم سے کیا کام لینا چاہتی ہو؟"

عورت بولی: "یہ تمہیں بہت جلد معلوم ہو جائے گا۔"

کیٹی نے کہا:

"مگر تم کون ہو اور اگر ہم تمہاری مرضی کے بغیر یہاں کوئی حرکت نہیں کر سکتے تو پھر تم نے ہمیں اس سلنڈر میں کیوں بند کر رکھا ہے؟"

عورت نے کہا:

"میں اس سیارے کی ملکہ ہوں۔ میرا نام قنطال ہے۔ تمہیں سلنڈر میں اس لیے بند کیا گیا ہے کہ تمہارا دو روز تک اس سلنڈر میں بند رہنا میری اسکیم کا ایک حصہ ہے۔ اب تم کوئی سوال

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

نہیں کرو گے۔"

اس کے ساتھ ہی نسطالی نے اشارہ کیا۔ چار ورد...
انسان آگے بڑھے۔ انہوں نے سلنڈر کے باہر لگے ای...
بٹن کو دبایا۔ سلنڈر آہستہ آہستہ فرش کے اندر اُتر...
چلا گیا۔

سلنڈر ایک تکونے کھلے کمرے میں جا کر فرش کے...
ساتھ ٹک گیا۔ اس کے بعد سلنڈر کا دروازہ اپنے...
کھل گیا۔ عنبر اور کیٹی سلنڈر سے باہر آ گئے۔ کمرے...
دو بستر لگے تھے۔ یہ بستر سفید رنگ کے سٹریچروں...
بچھائے گئے تھے۔ عنبر اور کیٹی وہاں بیٹھ کر آپس...
صلاح مشورہ کرنے لگے کہ وہ یہاں سے فرار کس ط...
ہو سکتے ہیں؟ اور یہ عورت ملکہ نسطالی ان سے کیا کام
لینا چاہتی ہے۔

کیٹی نے کہا:

"اس نے انسان مرد کا نام لیا تھا۔ اس کا مطلب
ہے کہ اس کو تمہاری ضرورت ہے اور وہ تمہیں
اپنے کسی منصوبے کے مطابق کسی تجربے سے گذارنا
چاہتی ہے۔"

عنبر بولا: "مگر یہ خطرناک عورت کون سا تجربہ

...رنے والی ہے؟"

...ہی بات تو مجھے پریشان کر رہی ہے۔" کیٹی نے کہا۔

عنبر گہری سوچ میں ڈوب گیا۔ اس کی غیر معمولی طاقت
کسی کام نہیں آ رہی تھی۔ کمرے کی دیواریں کسی ایسے
...ط مادے سے بنائی گئی تھیں کہ وہ اس کو توڑ نہیں
...تا۔

...ے شگاف

...بیٹھ سر تھام کر
عنبر کو لے
لیبارٹری معلوم

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

موت سے فرار

تکونی کمرے کی چھت سے دھیمی روشنی آ رہی تھی۔
انہیں کچھ خبر نہیں تھی کہ کتنا وقت گذر گیا ہے۔ دن ہے کہ رات۔ عنبر اور کیپٹن دیر تک باتیں کرتے بجھائے ان کی سمجھ میں کچھ نہیں آ رہا تھا کہ ان کے صلاح مشورہ اسرار خلائی ملکہ کیا سلوک کرنے والی ہے ہو سکتے۔ بچر پر جا کر لیٹ گئی۔ عنبر فرش پر بے چین لینا ٹہلنے لگا۔ اسے ماریا اور ناگ کا بھی خیال آ رہا تھا کہ وہ کہاں ہوں گے؟ کیوں کہ ملکہ نسطالی نے اپنی باتوں میں ماریا اور ناگ کا ذکر نہیں کیا تھا کہ ان کے لومڑ انسانوں نے ان دونوں کو بھی گرفتار کر لیا ہے
اتنے میں ایک جگہ دیوار میں روشنی ہوئی اور پھر دیوار کا ایک بڑا پتھر ایک طرف کھسک گیا۔ دو لومڑ انسان ہاتھوں میں خلائی پستول لیے داخل ہوئے اور انہوں نے عنبر کو اپنے ساتھ چلنے کا اشارہ کیا۔

کیپٹن جلدی سے اٹھ کر عنبر کے پاس آ گئی۔
"نہیں نہیں عنبر بیٹا! تم ان کے ساتھ مت جانا۔ نہ جانے یہ لوگ تم سے کیا سلوک کریں۔"
عنبر نے کہا:
"کیپٹن! اس وقت تو میں نہ بھی چاہوں تب بھی مجھے ان کے ساتھ جانا ہی پڑے گا۔ تم مطمئن رہو۔ میں مروں گا نہیں۔"
یہ کہہ کر عنبر، لومڑ انسانوں کے ساتھ دیوار کے شگاف میں سے گذر گیا۔
دیوار کا پتھر پھر اپنی جگہ پر آ گیا۔ کیپٹن سر تھام کر سٹریچر والے بستر پر بیٹھ گئی۔ لومڑ انسان عنبر کو لے کر ایک ایسے کمرے میں آ گئے جو ایک لیبارٹری معلوم ہوتی تھی اور وہاں طرح طرح کے شیشے کے آلات لگے تھے۔ درمیان میں شیشے کی دو مشینیں لگی تھیں جن کے اندر آدمی کے بیٹھنے کے لیے شیشے کی دو کرسیاں رکھی تھیں۔ عنبر کو لومڑ انسانوں نے ایک مشین کے اندر لے جا کر کرسی پر بٹھایا اور مشین کو بند کر دیا۔
اتنے میں خلائی ملکہ نسطالی آ گئی۔ اس نے چست لباس پہن رکھا تھا۔ اس کو دیکھتے ہی لومڑ انسانوں نے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

دوسری مشین کا دروازہ کھول دیا۔ ملکہ نسطالی دوسری مشین میں داخل ہو کر شیشے کی کرسی پر بیٹھ گئی۔ اس کی مشین کا دروازہ بھی بند کر دیا گیا۔ دونوں نومڑ انسان وہاں سے چلے گئے۔ ان کے جاتے ہی عنبر نے ایک بوڑھے آدمی کو اندر آتے دیکھا جس کا چہرہ انسانوں جیسا تھا مگر باقی کا سارا جسم بن مانس کا تھا۔ وہ جھک کر چل رہا تھا اس نے آتے ہی دونوں مشینوں کے گرد ایک چکر لگایا۔ اور پھر ملکہ نسطالی والی مشین کا ایک بٹن دبا دیا بٹن کے دبتے ہی ملکہ کی مشین میں سے سبز رنگ کی شعاعیں لہرا لہرا کر اٹھیں اور عنبر کی مشین میں داخل ہو کر عنبر کے جسم سے ٹکرانے لگیں۔ عنبر نے پہلی بار اپنے جسم میں سنسناہٹ محسوس کی۔ اس پر ان شعاعوں کا اثر ہونا شروع ہو گیا تھا۔

وہ سوچنے لگا کہ یہ شعاعیں کہیں اس کو نقصان نہ پہنچا دیں۔ اس نے مشین میں سے نکلنے کی بہت کوشش کی مگر وہ کرسی پر سے ہل نہ سکا۔ کسی غیر معمولی طاقت نے اس کو مشین کی کرسی پر جکڑ کر رکھ دیا تھا۔ اب عنبر کے جسم میں سے بھی سبز رنگ کی لہراتی ہوئی شعاعیں نکل کر ملکہ نسطالی کے جسم سے ٹکرانے لگیں۔ ملکہ

[…]الی نے آنکھیں بند کر لیں۔

[…]بوڑھا انسان بن مانس بڑی عجیب نظروں سے عنبر کو [دیکھ] رہا تھا۔ ان نظروں میں عنبر کے ساتھ ہمدردی کا [اظہار] تھا۔ عنبر کو اپنے جسم میں شدید بے چینی محسوس ہو [رہی] تھی۔ یہ خطرناک سلسلہ عنبر کے اندازے کے مطابق [...] گھنٹے تک جاری رہا۔ پھر بوڑھے انسان بن مانس نے [ملکہ] نسطالی کے اشارے پر بٹن بند کر دیا۔ شعاعیں [...] گئیں۔

ملکہ نسطالی اپنی مشین سے باہر نکل آئی۔ اس نے [بن] مانس انسان سے اپنی زبان میں کہا کہ اس قیدی انسان کو لے جا کر کولڈ روم میں بند کر دو۔ اس کی زبان عنبر سمجھ گیا تھا۔ ملکہ چلی گئی۔ بوڑھے بن مانس انسان نے عنبر کو مشین سے نکالا اور بازو سے پکڑ کر اپنی زبان میں کہا:

"میرے ساتھ چلو بدقسمت انسان۔"

عنبر نے کہا: "میں بدقسمت نہیں ہوں۔ حالات نے مجھے یہاں پھنسا دیا ہے۔"

بوڑھے بن مانس نے چونک کر عنبر کو دیکھا اور کہا:

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"تم ہماری زبان جانتے ہو؟"

عنبر نے کہا:

"میں سب زبانیں جانتا ہوں۔ مگر یہ بتاؤ کہ تمہاری شکل تو انسانوں جیسی ہے پھر تمہارا جسم بن مانس ایسا کیوں ہے؟"

بوڑھا بن مانس انسان بولا:

"تم زمین کے انسان ہو۔ میں بھی تمہاری زمین ہی کا رہنے والا ہوں۔ خاموشی سے میرے ساتھ چلو۔ باتیں بعد میں ہوں گی۔"

یہ جملے بوڑھے بن مانس انسان نے دنیا کی انگریزی زبان میں ادا کیے تھے۔ عنبر بڑا حیران ہوا کہ یہ بن مانس نما انسان انگریزی کہاں سے بولنے لگا؟ وہ خاموشی سے اس کے پیچھے پیچھے روانہ ہو گیا۔ بن مانس انسان عنبر کو ایک تنگ سے کمرے میں لے گیا جہاں شدید سردی تھی۔ اس نے اندر جاتے ہی ایک بٹن بند کر دیا۔ اس سے کمرے کی سردی کم ہو گئی۔ اب بوڑھا بن مانس انسان بولا:

"پہلے یہ بتاؤ کہ تم کون ہو؟ تمہارا نام کیا ہے۔ یہ لڑکی جو تمہارے ساتھ آئی ہے یہ کون ہے؟"

عنبر نے بوڑھے بن مانس انسان کو بتایا کہ وہ اپنی دوست کیٹی اور ناگ اور ماریا کے ساتھ خلا میں ایک راکٹ میں راستہ بھٹک کر اس سیارے پر اتر آیا تھا۔

بوڑھے بن مانس نے آہ بھر کر کہا:

"آج سے بیس برس پہلے میرے ساتھ بھی یہی حادثہ پیش آیا تھا۔ میرا نام میکنزی ہے۔ میں ملک امریکہ کا ایک خلا باز ہوں۔ میں اپنی شٹل سے نکل کر خلا میں ایک تجربہ کرنے نکلا تو بدقسمتی سے میرے خلائی سوٹ کے ساتھ جو نائیلن کی رسی بندھی تھی وہ نکل گئی اور میں بھٹکتا ہوا کہیں سے کہیں نکل گیا پھر اس سیارے پر آن گرا اور یہاں کے لومڑ انسانوں نے مجھے پکڑ لیا"۔

عنبر نے پوچھا:

"یہ مجھ پر کس قسم کا تجربہ کر رہے ہیں"

میکنزی نے کہا:

"یہی اس ملکہ نسطالی کی زندگی کا سب سے بڑا راز ہے۔ یہ تجربہ وہ مجھ پر بھی کر چکی ہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ یہ ملکہ نسطالی آدھی رات

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کے بعد بھیڑیا بن جاتی ہے۔ ایک عرصے سے وہ اس مصیبت میں پھنسی ہوئی ہے۔ وہ اس سے نجات حاصل کرنے کے لیے لاکھوں جتن کر چکی ہے مگر کامیاب نہیں ہوئی۔ آخر ایک دوسرے سیارے کے سائنس دان نے ایک نسخہ بتایا جس پر عمل کر کے وہ دوبارا آدھی رات کو بھیڑیا نہیں بن سکے گی۔"

"وہ نسخہ کیا تھا؟" عنبر نے پوچھا۔

بوڑھا بن مانس میکنزی بولا:

"سائنس دان نے اسے کہا کہ اگر وہ زمین کے دو انسان کسی طرح حاصل کر کے ان کے جسم کی شعاعیں خود اپنے جسم میں داخل کرے تو وہ پھر کبھی بھیڑیا نہیں بنے گی۔ چنانچہ ملکہ نسطالی نے دو انسانوں کو پکڑنے کی مہم شروع کر دی۔ اس مقصد کے لیے اس کے لومڑ انسان اُڑن طشتریوں پر خلا میں چکر لگانے لگے مگر انہیں کوئی انسان نہ مل سکا۔ اتفاق سے میں خود ہی ان کے سیارے پر آن گرا۔ ملکہ نسطالی نے مجھ پر تجربے شروع کر دیئے۔ ایک ہفتہ میرے جسم میں اس نے اپنے جسم کی شعاعیں داخل کیں۔ ایک ہفتے کے بعد میری یہ حالت ہو گئی کہ میرا آدھا جسم بن مانس کا ہو گیا اور چہرہ انسان کا ہی رہا۔ اب انہیں دوسرے مرد انسان کی تلاش تھی کہ تم یہاں آ گئے۔"

عنبر نے کہا:

"تو کیا میرا بھی یہی حال ہو جائے گا ایک ہفتے کے بعد؟"

میکنزی بولا: "بالکل تم بھی آدھے انسان آدھے بن مانس بن جاؤ گے۔"

عنبر کو خیال آیا کہ اس نے اپنے جسم میں ملکہ نسطالی کے جسم کی شعاعیں داخل ہوتے محسوس کی تھیں۔ اس لیے ہو سکتا ہے کہ اس پر یہ منحوس اثر ہو جائے اس نے بوڑھے خلا باز سے کہا:

"کیا تم کسی طرح مجھے اس بھیانک انجام سے بچا سکتے ہو؟"

بوڑھا بن مانس انسان بولا:

"میں یہ فیصلہ پہلے ہی کر چکا ہوں۔ مگر تمہیں تری

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ہوشیاری سے کام لینا ہو گا۔ جیسے میں کہوں ویسے ہی کرنا ہو گا۔ کیونکہ اس سیارے سے نکلنا کوئی آسان کام نہیں ہے۔"

عنبر نے کہا:

"میں تمہاری ہدایت پر عمل کروں گا۔ لیکن میرے ساتھ میری دوست کیٹی بھی یہاں سے فرار ہو گی۔"

بوڑھا بن مانس انسان بولا:

"میں تم دونوں کو یہاں سے فرار کرانے کی کوشش کروں گا۔ اگرچہ اس میں میری جان کو بھی خطرہ ہے مگر تم دونوں میری پیاری زمین کے انسان ہو۔ میں تمہاری ضرور مدد کروں گا۔ میرے ساتھ جو کچھ ہو چکا ہے وہ ہو چکا۔ میں تمہارے ساتھ ایسا نہیں ہونے دوں گا۔ تمہیں دو روز اس کمرے میں رہنا ہو گا، لیکن میں نے اس سرد خانے کی سردی کم کر دی ہے۔ تم آرام سے بیٹھو۔ میں رات کو آؤں گا۔"

یہ کہہ کر بوڑھا بن مانس کمرے سے نکل گیا۔

آدھی رات کو بوڑھا بن مانس اپنے وعدے کے مطابق

یا تو اس کے ہاتھ میں خلائی پستول بھی تھا۔ اس نے تے ہی عنبر سے کہا:

"میرے ساتھ آؤ۔ جلدی کرو۔"

عنبر فوراً اٹھا اور اس کے ساتھ ہو لیا۔ بوڑھا بن مانس عنبر کو لے کر کئی ایک کمروں سے نکل کر ایک سرنگ میں آیا تو اچانک سامنے ایک لومڑ انسان آ گیا۔ اس نے بوڑھے بن مانس پر حملہ کر دیا۔ بوڑھے بن مانس نے پستول کا فائر کر دیا۔ لومڑ انسان اچھل کر گرا اور جل کر راکھ ہو گیا۔

سرنگ کے دروازے میں سیڑھیاں اوپر جاتی تھیں۔ سیڑھیوں میں اندھیرا تھا۔

عنبر نے بوڑھے بن مانس سے کیٹی کے بارے میں پوچھا اس نے کہا:

"خاموش"

سیڑھیاں چڑھ کر عنبر جس کمرے میں پہنچا اس نے دیکھا کہ یہ وہی ہال کمرہ تھا جہاں دیوار پر کھلے منہ والے بھیڑیوں کے چہرے لگے تھے۔ یہاں کیٹی پہلے سے موجود تھی۔ عنبر کو دیکھ کر وہ بے تابی سے بولی:

"عنبر بھائی! شکر ہے تم زندہ سلامت آ گئے۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

بوڑھے بن مانس نے کہا:

"اس سامنے والے بھیڑیئے کے منہ کے پاس جا کر کھڑے ہو جاؤ۔"

یہ وہی بھیڑیئے کا منہ تھا کہ جس کا شیشہ عنبر کے ہاتھ سے ٹوٹ چکا تھا۔

بوڑھے نے کہا:

"میں اس کا بٹن دبا کر ٹوٹے ہوئے شیشے کو ہٹاتا ہوں تم دونوں اس کے اندر کود جانا۔ یہاں سے نکلنے کا بس صرف یہی ایک راستہ ہے۔"

عنبر نے کہا:

"لیکن ہم اپنے دوستوں ناگ اور ماریا کے بغیر یہاں سے نہیں جا سکتے دوست!"

بوڑھا مسکرا کر بولا:

"تم نہیں جانتے۔ وہ دونوں پہلے ہی اس بھیڑیئے کے منہ میں گر کر تمہاری دنیا میں پہنچ گئے ہیں۔"

"ہماری دنیا؟" عنبر نے حیرت سے کہا۔

"ہاں" بوڑھا بن مانس بولا: "یہ جو ہندسہ تم اوپر لکھا ہوا دیکھ رہے ہو یہ ظاہر کر رہا ہے

کہ اس میں کودنے کے بعد تم اپنی دنیا میں تین ہزار برس پیچھے کی طرف پہنچ جاؤ گے جلدی کرو۔ میرے پاس وقت نہیں ہے۔ ملکہ نسطالی بھیڑیا بن چکی ہے۔ وہ ادھر آ ہی رہی ہو گی۔"

عنبر اور کیپٹی بھیڑیئے کے منہ کے قریب آ کر کھڑے ہو گئے۔

بوڑھے بن مانس نے بٹن دبا دیا:

"اب اس میں کود جاؤ۔ تمہیں کچھ نہیں ہو گا۔"

عنبر اور کیپٹی نے بڑی گرم جوشی سے بوڑھے بن مانس سے ہاتھ ملایا اور پھر بھیڑیئے کے منہ میں چھلانگیں لگا دیں۔

تاریک طوفانی رات کی آندھی نے انہیں اپنی لپیٹ میں لے لیا اور وہ نیچے ہی نیچے گرتے چلے گئے۔ نہ جانے کتنی دیر تک وہ نیچے لڑھکتے رہے۔ عنبر اور کیپٹی نے ایک دوسرے کا ہاتھ تھام رکھا تھا۔ ایک دم سے وہ ایک جگہ پانی میں گرے اور نیچے چلے گئے۔

جب اوپر پانی کی سطح پر آئے تو دیکھا کہ وہ ایک نہر میں تیرتے چلے جا رہے ہیں۔ رات کا اندھیرا

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

پھیلا ہے۔ خاموشی ہی خاموشی ہے۔

عنبر نے کیٹی کو آواز دی:

"کیٹی! تم کہاں ہو؟"

"میں تمہارے ساتھ ہوں عنبر!"

اندھیرے میں اب وہ ایک دوسرے کو دیکھ رہے تھے۔ کیٹی نے عنبر کا ہاتھ تھام لیا۔ وہ ندی سے نکل کر کنارے پر آ گئے۔

"یہ ہم کہاں آ گئے ہیں؟" کیٹی نے چاروں طرف دیکھ کر کہا۔

عنبر نے کہا:

"اگر بوڑھے بن مانس کی بات کا یقین کیا جائے تو ہم ایک بار پھر اپنی دنیا میں تین ہزار پیچھے کے زمانے میں آ گئے ہیں۔"

کیٹی بولی: "یہ جگہ کوئی جنگل بیابان ہے عنبر! نہ آدم نہ آدم زاد۔"

عنبر نے کہا:

"ہمارے لیے یہ کوئی نئی بات نہیں کیٹی! چلو جنگل پار کر کے دیکھتے ہیں کہ آگے کیا ہے۔ مجھے اس بات کی خوشی ہے کہ ماریا اور ناگ

بھی اسی دنیا اور اسی زمانے میں موجود ہیں۔ اب ہم ایک دوسرے سے کسی نہ کسی دن ضرور ملیں گے۔"

انہوں نے اندھیرے جنگل میں ایک طرف چلنا شروع کر دیا۔

جب وہ جنگل کے درمیان بہتی ایک ندی کے پاس پہنچے تو انہیں ایسی آواز سنائی دی جیسے کوئی سوکھی گھاس پر چل رہا ہو۔

عنبر رُک گیا:

"کیٹی! مجھے یہاں کسی انسان کی موجودگی کا شک ہو رہا ہے۔"

کیٹی بھی اندھیرے میں ادھر اُدھر دیکھنے لگا:

اتنے میں دھم سے چھ آدمی ان پر کود پڑے۔ کیٹی کو بھی عنبر کے ساتھ ہی انہوں نے رسی میں جکڑ دیا۔ ان کے ہاتھوں میں تلواریں تھیں۔

عنبر نے کیٹی سے کہا:

"کیٹی! خاموش رہنا۔ مقابلہ نہ کرنا۔ ہو سکتا ہے ہمیں یہاں سے ناگ ماریا کا سراغ مل جائے۔"

یہ عنبر نے اپنی خاص خفیہ زبان میں کیٹی سے کہا

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

تھا۔ کیٹی نے کوئی مقابلہ نہ کیا۔ یہ آدمی منگا بہادر کے ڈاکوؤں کے گروہ کے تھے۔ اس گروہ کا لیڈر اب چندر سین ڈاکو تھا جو منگا بہادر کی ناگ کے ہاتھوں موت کے بعد ان کا سردار بن گیا تھا۔

ڈاکو عنبر اور کیٹی کو کھینچتے ہوئے ندی کے پاس جنگل آم کے درختوں کے جھنڈ کے درمیان بنی ہوئی اسی قلعہ نما جھونپڑی میں لے گئے جس میں کبھی منگا بہادر ڈاکوؤں کا سردار رہا کرتا تھا۔ جھونپڑے میں سے چندر سین ڈاکو باہر نکل آیا۔ یہ سرخ آنکھوں والا کالا کلوٹا ڈاکو تھا جس کے چہرے سے دہشت ٹپکتی تھی۔ ایک ڈاکو نے چراغ کی روشنی کیٹی اور عنبر کے چہروں پر ڈالی۔

"سردار! یہ دونوں ہمارے اڈے کی طرف آ رہے تھے۔ یہ راجہ وکرم کے جاسوس ہیں۔ حکم دو تاکہ ہم ان دونوں کو قتل کر دیں۔"

ڈاکو چندر سین نے قہر بھری نظروں سے عنبر کی طرف دیکھا اور غضبناک آواز میں بولا:

"ہماری جاسوسی کرتے ہو۔ کم بخت! تمہاری موت تمہیں ادھر لے آئی ہے۔"

عنبر نے کہا:

"ہم کسی بھی راجہ وکرم کے جاسوس نہیں ہیں۔ ہم دونوں بہن بھائی ہیں اور جنگل میں راستہ بھول گئے ہیں۔"

ایک ڈاکو نے کہا:

"سردار! یہ بھی مجھے پہلے والے جاسوس کے بھائی بند لگتے ہیں۔"

سردار چندر سین غرایا:

"وہ تو بھاگ گیا مگر میں انہیں نہیں بھاگنے دوں گا۔"

ڈاکو نے کہا:

"سردار! پہلے والا جاسوس تو بند دروازے میں سے بھی فرار ہو گیا تھا۔ ان کی پوری طرح خبرگیری کرنی ہو گی۔"

یہ سن کر عنبر اور کیٹی کے کان کھڑے ہو گئے۔ بند دروازے میں سے ماریا یا ناگ ہی فرار ہو سکتا تھا۔ عنبر نے سوچا کہ ان لوگوں کا مقابلہ نہیں کرنا چاہیے۔ بلکہ ان سے کسی طرح معلوم کرنا چاہیے کہ پہلے والا جاسوس کون تھا۔

سردار نے حکم دیا:

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"ان کو الگ الگ کوٹھڑیوں میں بند کر دو۔ صبح میں خود ان کا کام تمام کروں گا۔"

کیٹی اور عنبر کو جنگل کے ایک خفیہ تہہ خانے کی الگ الگ کوٹھڑیوں میں بند کر دیا گیا۔ عنبر نے جاتے ہوئے اپنی خاص زبان میں کیٹی سے کہا کہ ہو سکتا ہے ناگ یہاں آیا ہو اور ان لوگوں کو ناگ کے بارے میں پتہ ہو۔ تم فکر مت کرنا۔ میں سنبھال لوں گا۔

کیٹی کوٹھڑی میں فرش پر بیٹھی سوچ رہی تھی کہ اگر ناگ یا ماریا یہاں سے گذرے ہیں تو ان کی خوشبو کہیں نہیں ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ انہیں گذرے کافی دن ہو گئے ہوں گے۔

عنبر بھی اپنی تنگ و تاریک کوٹھڑی میں بیٹھا ناگ اور ماریا ہی کے بارے میں سوچ رہا تھا۔ رات کا پچھلا پہر گذر رہا تھا۔ تھوڑی دیر بعد صبح ہو گئی۔ عنبر اور کیٹی کو باہر نکالا گیا۔ جھونپڑے کے آگے ڈاکوؤں کا سردار چندر سین ایک کرسی پر تلوار لیے بیٹھا تھا۔ باقی ڈاکو نیم دائرے کی شکل میں کھڑے تھے۔ عنبر اور کیٹی کو سردار کے سامنے لایا گیا۔

سردار نے کہا:

"اس لڑکی کو میرے جھونپڑے میں لے جا کر بند کر دو۔ اس سے میں شادی کروں گا۔ اس جاسوس کو درخت سے لٹکا کر پھانسی دے دو۔"

کیٹی نے چیخ مار کر کہا:

"عنبر! میں شادی نہیں کروں گی۔"

عنبر نے مسکرا کر کہا:

"یہ نوبت نہیں آئے گی۔"

سردار چندر سین نے عنبر کو مسکراتے دیکھا تو اسے غصہ آ گیا۔

"تم ہنس رہے ہو؟ ہمارا مذاق اڑاتے ہو۔ ابھی تمہیں آٹے دال کا بھاؤ معلوم ہو جائے گا۔ اسے سامنے والے درخت پر پھانسی دے دو۔"

کیٹی کو ڈاکو جھونپڑے میں لے گئے۔ عنبر کے گلے میں رسّی کا پھندا ڈال کر دو ڈاکوؤں نے رسّہ درخت کی اونچی شاخ سے باندھ دیا گیا۔ عنبر کو گھوڑے پر بٹھا دیا گیا تھا۔ وہ کوئی اعتراض نہیں کر رہا تھا۔ کیونکہ اسے معلوم تھا کہ وہ مر نہیں سکتا۔ جب رسّہ درخت سے کس کر باندھ دیا گیا تو سردار چندر سین نے چلا کر کہا:

"گھوڑا نیچے سے نکال دو۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ڈاکو نے گھوڑے کو لات ماری۔ گھوڑا عنبر کے نیچے سے نکل گیا۔ عنبر لٹکنے لگا۔ رسّی کا پھندا اس کی گردن میں پڑا تھا اور وہ درخت کی شاخ کے ساتھ جھول رہا تھا۔ عنبر نے کوئی حرکت نہ کی۔ اس نے اپنی آنکھیں بند کر لیں۔ جب اسے لٹکتے ہوئے دس منٹ گذر گئے تو سردار نے کہا:

"اس کی لاش کو اتار کر کھڈ میں پھینک دو"

ایک ڈاکو نے درخت کی شاخ پر چڑھ کر تلوار سے رسہ کاٹ دیا۔ عنبر دھڑام سے نیچے زمین پر گر پڑا۔ سب ڈاکو یہی سمجھ رہے تھے کہ عنبر مر چکا ہے۔ یہ قدرتی بات تھی۔ جس کے گلے میں پھندا ڈال کر درخت سے دس منٹ تک لٹکایا جائے وہ یقیناً مر جاتا ہے۔

ڈاکو عنبر کی لاش اٹھانے کے لیے آگے بڑھے تو عنبر بڑے آرام سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا اور اپنی گردن میں سے رسّی کا پھندا نکالنے لگا۔ اسے کھڑے ہوتے دیکھ کر سب حیران رہ گئے۔ سردار چندر سین اپنی کرسی سے کھڑا ہو گیا۔ وہ پھٹی پھٹی آنکھوں سے عنبر کو دیکھ رہا تھا۔ پھر غصے میں بولا:

"اس کی گردن قلم کر دو۔ یہ سخت جان جاسوس ہے۔"

ایک ڈاکو نے حکم پاتے ہی پیچھے سے عنبر کی گردن ر تلوار کا بھرپور وار کیا۔ عنبر بڑے آرام سے گلے میں ے رسّی کا پھندا نکال کر اسے لپیٹتا رہا۔ جب کہ عنبر ی پتھر ایسی سخت گردن سے ٹکراتے ہی تلوار کے دو ٹکڑے ہو گئے۔ اب تو سردار چندر سین بھی پریشان ہو گیا س نے لپک کر عنبر کی گردن کو ہاتھ لگا کر دیکھا۔ عنبر نے گردن اب نرم کر لی تھی۔

سردار نے چیخ کر کہا:

"اسے میں ختم کروں گا۔"

سردار نے کمر میں لگا خنجر نکالا اور عنبر کے سینے میں گھونپ دیا۔ مگر خنجر بھی ٹوٹ کر دو ٹکڑے ہو گیا۔ اب تو سردار چندر سین اور دوسرے ڈاکو دہشت زدہ ہو کر پیچھے ہٹ گئے۔

عنبر نے مسکراتے ہوئے کہا:

"چندر سین! تم اگر مجھے آگ میں بھی ڈال دو گے تو میں ہلاک نہیں ہوں گا۔"

کچھ ڈاکوؤں نے تو عنبر کے آگے سجدے میں گر گئے۔ وہ اسے کوئی آسمانی دیوتا سمجھنے لگے تھے۔ سردار چندر سین نے خشک ہونٹوں پر زبان پھیری اور کہا:

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"تم — تم کوئی جادوگر ہو؟"

عنبر بولا: "میں جادوگر نہیں ہوں۔"

"پھر" سردار بولا: "پھر تم پر خنجر تلوار کا اثر کیوں نہیں ہوا؟"

عنبر نے کہا:

"یہ ایک ایسا راز ہے جو میں تمہیں کسی صورت میں بھی نہیں بتا سکتا۔ بہرحال ایک بات تم اچھی طرح سمجھ گئے ہو کہ میں تم سے بہت زیادہ طاقت ور ہوں اور اگر چاہوں تو ایک ایک تم سب کو ہلاک کر سکتا ہوں۔ لیکن میں ایسا نہیں کروں گا۔"

عنبر نے سردار سے کہا کہ کیپٹی کو باہر لایا جائے۔ سردار چندر سین عنبر کی غیر معمولی طاقت سے بہت خوف زدہ ہو گیا تھا۔ اس لیے کہا:

"آپ — آپ میرے ساتھ جھونپڑے میں چلیں۔"

سردار بڑی عزت کے ساتھ عنبر کو اپنے جھونپڑے میں لے گیا جہاں کیپٹی موجود تھی۔

کیپٹی نے غصے میں کہا:

"عنبر! اس کو مزا چکھاؤ۔ یہ کون ہوتا ہے مجھے

یہاں قید کرنے والا؟"

سردار چندر سین ہاتھ جوڑ کر بولا:

"بہن! مجھ سے غلطی ہو گئی۔ میں معافی مانگتا ہوں۔ تم آزاد ہو اور یہی سمجھو کہ تم اپنے بھائی کے گھر میں ہو۔"

کیپٹی نے تعجب سے عنبر کی طرف دیکھا۔

عنبر نے کہا:

"اس پر میری طاقت ظاہر ہو گئی ہے کیپٹی۔"

پھر عنبر سردار کی طرف متوجہ ہو کر بولا:

"میں تم سے صرف اتنا پوچھنا چاہتا ہوں کہ تمہارے ہاں سے جو پہلا جاسوس فرار ہو گیا تھا وہ کون تھا؟ اس کا نام کیا تھا؟"

سردار چندر سین نے کہا:

"میں اس کا نام نہیں جانتا۔ پٹیل نے ہمارے سردار کے لیے اس کو بے ہوش کر کے تہ خانہ میں ڈالا تھا۔ لیکن وہ تہ خانے میں سے فرار ہو گیا۔ یہ راز آج تک نہیں کھل سکا کہ وہ کیسے فرار ہوا؟"

عنبر نے سوال کیا:

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"اس کا حلیہ بتا سکتے ہو؟"

سردار چندر سین نے جو حلیہ بتایا وہ بالکل ناگ کا تھا۔ عنبر اور کیٹی نے خوش ہو کر ایک دوسرے کو دیکھا:

"عنبر! یہ یقیناً ناگ تھا۔"

عنبر نے چندر سین سے ناگ کے بارے میں مزید سوال کئے تو اس نے پٹیل کی مخبری، مہامنتری کی بیٹی کے اغوا اور اس کے گھر میں ڈاکہ اور منگا بہادر کے مارے جانے کی ساری کہانی اسے بیان کر دی۔

عنبر نے چندر سین سے مہامنتری کی حویلی کا راستہ معلوم کیا۔ اس سے دو گھوڑے لیے اور کیٹی کے ساتھ وہاں سے روانہ ہو گیا۔

دن بھر جنگل اور پہاڑی میدان میں سفر کرتے ہوئے شام کے قریب عنبر اور کیٹی مہامنتری کی حویلی میں پہنچ گئے۔ مہامنتری اور اس کی بیوی اور کملا سے انہوں نے ملاقات کی اور ناگ کے بارے میں پوچھا۔ انہوں نے یہی بتایا کہ وہ اپنے کسی ساتھی کی تلاش میں ان سے رخصت لے کر شمال کی طرف ملک مگدھ کی جانب روانہ ہو گیا تھا۔ عنبر اور کیٹی نے

ایک رات مہامنتری کی حویلی میں آرام کیا اور صبح ان کو خدا حافظ کہہ کر آگے روانہ ہو گئے۔ وہ شمالی ہندوستان کی ریاست مگدھ کی طرف جا رہے تھے۔ انہیں یقین تھا کہ شمالی ہندوستان کی ریاست مگدھ میں ان کی ملاقات ناگ اور ماریا سے ضرور ہو جائے گی۔

○

دوسری طرف ناگ بھی جنگل میں ماریا کی تلاش میں شمال کی طرف جا رہا تھا۔ اور ہم نے ماریا کو شمالی ہندوستان کی ریاست مونگھیل کی راجدھانی کی طرف جاتے چھوڑا تھا جہاں وہ راجہ بھیمار کی بیٹی راجکماری پشپا دلی کے روپ میں شاہی رتھ میں بیٹھی اپنے شاہی محل کی طرف جا رہی تھی۔

راجہ بھیمار، رانی اور دوسرے درباری اور سپاہی جلوس کی شکل میں محل کی طرف جا رہے تھے۔ محل میں پہنچ کر ماریا یعنی پشپا دلی کو اس کے محل میں پہنچا دیا گیا۔ جہاں کنیزیں اس کی خدمت کو موجود تھیں۔ ماریا یعنی پشپا دلی کی خاص کنیز سہیلی کیسری اس کے ساتھ تھی۔ ماریا نے نہا دھو کر نیا شاہی لباس پہنا اور اپنی سہیلی کیسری

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کے ساتھ شاہی باغ میں ٹہلنے لگی۔ وہ کیسری سے باتیں کر رہی تھی مگر اس کا دل عنبر ناگ اور کیٹی کے بارے میں سوچ رہا تھا کہ وہ کہاں ہوں گے اور اس کے بارے میں فکر مند ہو رہے ہوں گے۔

اتفاق سے دوسرے روز راجہ کی سالگرہ کا دن تھا۔ محل کو شاندار طریقے سے سجایا گیا تھا۔ دربار میں عظیم الشان دعوت ہوئی۔ ماریا بھی راج کماری پشپاولی کے روپ میں دربار میں موجود تھی۔ رانی اور وزیر اعلیٰ بھی تھے۔ راجہ نے شاہی نجومی کو بلایا اور پوچھا:

"جوتشی مہاراج! حساب لگا کر بتائیں کہ ابھی ہم کتنی مدت زندہ رہیں گے۔"

جوتشی نے فوراً حساب لگانا شروع کر دیا۔ حساب لگا کر اس نے کہا:

"مہاراج! آپ کی عمر تو بہت لمبی ہے۔ مگر میرا حساب کہہ رہا ہے کہ...."

جوتشی ایک دم خاموش ہو گیا۔

راجہ نے تشویش کے ساتھ کہا:

"رک کیوں گئے شاستری جی؟"

جوتشی ہاتھ باندھ کر بولا:

"مہاراج یہ ایک ایسا راز ہے جو میں آپ کو اکیلے میں ہی کہہ سکتا ہوں۔ آپ سب لوگوں کو رخصت کر دیں۔"

راجہ نے اسی وقت سب کو دربار سے رخصت کر دیا۔ ماریا نے سوچا کہ جانے کیا راز بتائے گا یہ جوتشی۔ وہ بھی اپنی سہیلی کے ساتھ شاہی محل میں چلی گئی۔ دربار میں جب راجہ اور شاہی جوتشی اکیلے رہ گئے تو راجہ نے پوچھا:

"شاستری جی! اب بتایئے! وہ کیا راز ہے جو آپ مجھے بتانا چاہتے تھے؟"

جوتشی نے ایک بار پھر اپنی پوتھی پر لگائے گئے حساب کو دیکھا اور کہا:

"مہاراج! میں دیکھ رہا ہوں کہ آپ کی عمر تو بڑی لمبی ہے مگر دو روز بعد شام کے وقت تمہاری راجدھانی میں جنوبی دروازے میں سے سانولے رنگ کا اور گھنگھریالے بالوں والا ایک ایسا نوجوان داخل ہو رہا ہے جس کے ہاتھوں آپ کی موت واقع ہو سکتی ہے۔"

راجہ کا تو یہ سن کر رنگ اڑ گیا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں شاستری جی؟"
جوتشی بولا: "میرا حساب یہی کچھ کہہ رہا ہے مہاراج!"
راجہ نے کہا:
"ہم اس نوجوان کو شہر میں داخل ہوتے ہی قتل کروا دیں گے۔"
جوتشی کہنے لگا:
"میرا حساب کہہ رہا ہے کہ یہ نوجوان غیرمعمولی طاقت رکھتا ہے۔ اس کو مارنے میں اگر ذرا سی چوک ہو گئی تو وہ ہاتھ سے نکل جائے گا اور پھر آپ کی موت یقینی ہو جائیگی۔"
راجہ پریشان ہو گیا:
"پھر ہمیں کیا کرنا چاہیے؟ آپ ہی بتائیں۔"
جوتشی کچھ دیر حساب کرتا رہا۔ پوتھی پر آڑھی ترچھی لکیریں ڈال کر انہیں غور سے دیکھتا رہا۔ پھر بولا:
"اس پُراسرار نوجوان کے بارے میں میرا حساب بھی زیادہ نہیں بتا رہا۔ آپ اس نوجوان کا سواگت کریں۔ یوں چال چل کر اسے اپنے جال میں پھنسائیں اور پھر اسے کسی ویران جگہ پر پہنچا کر

اچانک حملہ کر کے مروا دیں۔"
راجہ اٹھ کر بے چینی سے ٹہلنے لگا:
"ہم ایسا ہی کریں گے۔ اگر وہ ہمارا قاتل ثابت ہو سکتا ہے تو ہم اس کو قتل کروانے میں ہرگز دیر نہیں کریں گے۔"
جوتشی کہنے لگا:
"مگر مہاراج اس کے لیے آپ کو بڑی راز داری سے کام لینا ہو گا۔ اس کام کے لیے اپنے خاص جاسوس لگائیں جو کل شام کو اس نوجوان کا سواگت کریں اور پھر اسے کسی ویران جگہ پر لے جا کر قتل کر دیں۔ میں اس نوجوان کی شناخت کے لیے خاص شاہی جاسوسوں کے ساتھ ہوں گا۔"
راجہ نے خوش ہو کر کہا:
"بالکل ٹھیک ہے۔ ہم آپ کے بڑے شکرگزار ہوں گے ہمارے دشمن کو ہلاک کر کے آپ ہمیں نئی زندگی دیں گے ہم آپ کو انعام و اکرام سے مالا مال کر دیں گے ہم ابھی اپنے چار بہادر جاسوسوں کو بلوا کر سارا حال بتاتے ہیں۔"
راجہ بھیار نے اسی وقت اپنے خاص جاسوسوں کو

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

بلایا اور جوتشی نے انہیں ساری بات سمجھا دی۔ اب وہ دوسرے دن شام کا انتظام کرنے لگے۔ رات کو ماریا نے اپنی سہیلی کیسری سے پوچھا کہ راجہ کو جوتشی نے کیا راز بتایا تھا؟

کیسری نے کہا:

"یہ راز راجہ نے کسی پر ظاہر نہیں کیا۔ مہارانی کو بھی نہیں بتایا۔"

ماریا نے کوئی خیال نہ کیا۔

دوسرے دن شام کے وقت راجہ کے چاروں ہٹے کٹے جاسوس گھوڑوں پر سوار ہو کر جوتشی کے ساتھ شہر کے جنوبی دروازے کے قریب چھپ کر بیٹھ گئے۔

جب شام کے سائے بڑھنے لگے تو کھیتوں اور درختوں میں سے نکل کر ناگ نمودار ہوا۔ وہ گھوڑے پر سوار تھا۔ اسے شہر کی جانب سے ماریا کی ہلکی ہلکی خوشبو آ رہی تھی۔ وہ بڑا خوش تھا کہ اسے ماریا کا سراغ مل گیا تھا۔ جونہی وہ شہر کے دروازے میں داخل ہوا تو چار گھوڑ سوار جنہوں نے شاہی لباس پہن رکھے تھے اس کے سامنے آ گئے۔ ان کو شاہی جوتشی نے بھیجا تھا کیوں کہ جوتشی نے ناگ کو پہچان لیا تھا کہ یہی سانولے رنگ

اور گھنگھریالے بالوں والا نوجوان ہے جس کی طرف زائچے نے اشارہ کیا تھا۔

ناگ نے گھوڑے کو روک لیا اور پوچھا:

"تم لوگ کون ہو؟"

جاسوس گھوڑ سوار نے بڑی نرم آواز میں کہا:

"پیارے بھائی! ہمیں مہاراجہ راجہ بھمبارہ کی طرف سے حکم دیا گیا ہے کہ آج کے دن شام کو جو مسافر بھی شہر میں داخل ہو اسے بڑی عزت کے ساتھ شاہی محل میں لایا جائے۔ ہم تمہارا سواگت کرتے ہیں۔ ہمارے ساتھ شاہی محل چلو اور شاہی مہمان بن کر رہو۔"

ناگ بڑا خوش ہوا۔ وہ ان کے ساتھ چل پڑا۔ شہر میں داخل ہوئے تو ایک طرف ویران جگہ پر درختوں کے نیچے چشمہ بہہ رہا تھا۔

ایک جاسوس نے کہا:

"پیارے بھائی! بہتر ہے کہ شاہی محل میں داخل ہونے سے پہلے تم اس چشمے پر غسل کر لو۔ کیوں کہ کوئی بھی شخص غسل کیے بغیر شاہی محل میں داخل نہیں ہو سکتا۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ناگ نے کہا:

"یہ تو بڑی اچھی بات ہے۔ میں بھی سفر کرتے کرتے تھک گیا ہوں اور گرد جم گئی ہے۔"

چاروں جاسوس ناگ کو لے کر چشمے کی طرف چلے۔ ناگ آگے آگے تھا۔ جب وہ درختوں کے درمیان پہنچا تو اچانک اس نے تلوار کے نیام سے نکلنے کی آواز سنی۔ ایک سیکنڈ میں ناگ نے پلٹ کر دیکھا تو ایک گھوڑ سوار ناگ پر تلوار سے حملہ کرنے ہی والا تھا۔ ناگ گھوڑے پر سے چھلانگ لگا کر کود گیا اور نیچے گرتے ہی اس نے سانس کھینچا اور سانپ بن کر گھاس میں بھاگ گیا۔

چاروں جاسوس گھوڑ سوار حیران ہو کر ایک دوسرے کا منہ تکنے لگے کہ یہ نوجوان کہاں غائب ہو گیا۔ وہ سمجھ گئے کہ یہ ضرور کوئی جن بھوت تھا اور اب ہمیں زندہ نہیں چھوڑے گا۔ وہ گھوڑوں کو بھگاتے ہوئے محل کی طرف الٹے دوڑے۔ شاہی محل کے دروازے پر جوتشی ان کا انتظار کر رہا تھا۔

"کیا اس نوجوان کا کام تمام کر دیا؟" جوتشی نے پوچھا۔ گھوڑ سواروں نے ساری بات بیان کر دی۔ شاہی

جوتشی بے حد فکر مند ہوا۔

اُس نے کہا:

"یہ بات کسی کو نہ بتانا۔ میں مہاراج کے پاس جا رہا ہوں۔"

جب مہاراج راجہ بھمیار نے سنا کہ اس کا قاتل بچ کر نکل گیا ہے تو بڑا پریشان ہوا۔

اُس نے کہا:

"شاستری جی! کوئی طریقہ نکالیں۔ اگر میں قتل ہو گیا تو آپ بھی شاہی جوتشی نہیں رہیں گے۔ وہ نوجوان آپ کو بھی زندہ نہیں چھوڑے گا۔"

شاہی جوتشی نے کہا:

"مہاراج! میں جانتا ہوں کہ یہ میری زندگی کا بھی سوال ہے۔ میں ہون کروں گا۔"

شاہی جوتشی اسی وقت محل کے ایک خاص کمرے میں لے گیا جہاں دیوی دیوتاؤں کی مورتیاں لگی تھیں۔ جوتشی نے کنڈ میں آگ جلوائی اور منتر پڑھنے شروع کر دیئے۔ راجہ اس کے پاس ہی بیٹھا تھا۔ ان دونوں کے سوا وہاں کوئی نہیں تھا۔ ہون کرنے کے بعد جوتشی نے تانبے کی ایک سلیٹ زور سے زمین پر ماری اور

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

آنکھیں بند کر کے اونچی آواز میں منتر پڑھنے لگا۔

چند منٹ کے بعد جوتشی نے تانبے کی سلیٹ اٹھا کر دیکھی تو اس پر سنسکرت میں کچھ اشارے لکھے ہوئے تھے۔ شاہی جوتشی نے ان کو پڑھا تو دنگ رہ گیا۔

راجہ نے پوچھا:

"کیا بات ہے شاستری جی؟ آپ پریشان دکھائی دیتے ہیں؟"

شاہی جوتشی بولا:

"مہاراج! یہ تانبے کی پتری مجھے بتا رہی ہے کہ جو عورت آپ کے محل میں راج کماری پشپاولی بن کر آئی ہے وہ آپ کی بیٹی نہیں ہے۔"

راجہ تو بھونچکا ہو کر جوتشی کا منہ تکنے لگا۔

"یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں شاستری جی؟ اگر یہ پشپاولی میری بیٹی نہیں تو پھر میری بیٹی کہاں ہے؟"

شاہی جوتشی تانبے کی سلیٹ پر رکھے ہوئے اشارے پڑھ کر بولا:

"مہاراج! یہ پتری مجھے بتا رہی ہے کہ آپ کی اصلی بیٹی راج کماری پشپاولی جنگل میں راستہ

بھول کر ایک غار میں پناہ لیے ہوئے ہے اور یہ لڑکی اس نوجوان کی ساتھی ہے جو آپ کا قاتل بن کر راجدھانی میں داخل ہوا ہے۔"

راجہ بولا: "اس کا مطلب ہے کہ یہ عورت جس نے میری بیٹی کا بھیس بدل رکھا ہے میری جان کے دشمن کی ساتھی ہے؟ مگر اس کی شکل میری بیٹی جیسی کیوں ہے؟"

جوتشی نے کہا:

"یہ اس عورت کی کرامت ہے۔ یہ عورت ایک پُراسرار مخلوق ہے۔ اس کے بارے میں میری پتری زیادہ نہیں بتا رہی۔ لیکن اتنا صاف پڑھ رہا ہوں کہ یہ عورت آپ کی بیٹی نہیں ہے۔ آپ کی بیٹی جنگل میں سرخ پتھروں کے پہاڑی غار میں پناہ لیے ہوئے ہے۔ اسے منگوائیے۔ سارا راز کھل جائے گا۔"

راجہ نے کہا:

"لیکن اس نوجوان کو کہاں تلاش کریں جو میرا قاتل ثابت ہونے والا ہے اور جو فرار ہو گیا ہے۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

جوتشی نے کہا:

"یہ نوجوان بھی پراسرار طاقت رکھتا ہے۔ ہمیں سب سے پہلے نقلی پشپاولی کو گرفتار کر کے گہرے کنوئیں میں ڈال کر بند کر دینا چاہیے۔ پھر اصلی راج کماری کو جنگل سے تلاش کر کے محل میں لانا ہو گا۔ اس کے بعد ہم نوجوان کو تلاش کریں گے۔"

راجہ پریشان ہو کر وہاں سے اٹھ کر اپنے محل کے خاص کمرے میں آ گیا۔ اس نے بارہ دری میں سے دیکھا کر اس کی نقلی بیٹی راج کماری پشپاولی یعنی مایا اپنی سہیلیوں کے ساتھ باغ میں ٹہل رہی تھی۔ راجہ نے خفیہ طور پر راج کماری کی خاص سہیلی کیسری کو اپنے کمرے میں بلایا اور اسے ساری بات بیان کر دی اور کہا:

"تم کسی طرح پشپاولی کو محل کے پچھواڑے والے اندھے کنوئیں کے پاس لے جا کر اس میں دھکا دے دو۔ یہ اصلی راج کماری نہیں ہے۔"

کیسری بولی: "مہاراج! یہ آپ کیسے کہہ سکتے ہیں؟"

راجہ نے کہا:

"جیسا میں کہتا ہوں تم ویسے ہی کرو۔ نہیں تو میں تمہیں ابھی قتل کروا دوں گا۔"

کیسری بے چاری ڈر گئی۔ اسے معلوم تھا کہ راجہ بے حد ظالم ہے اور ایک سیکنڈ میں اس کی گردن اُتروا دے گا۔

کیسری نے سر جھکا کر کہا:

"مہاراج! آپ نے جیسا کہا میں ویسے ہی کروں گی۔"

اس دوران راجہ نے اپنے خاص جاسوس سواروں کو اصلی راج کماری کو لانے کے لیے سرخ پہاڑی والے جنگل کی طرف روانہ کر دیا۔ چاروں جاسوس اسی وقت تیز رفتار گھوڑوں پر سوار ہو کر جنگل میں گھس گئے۔ جب وہ سُرخ پہاڑی والے غار میں گئے تو انہوں نے دیکھا کر واقعی اصلی راج کماری پشپاولی غار میں بے ہوش پڑی تھی۔ وہ اسی وقت اسے اُٹھا کر خفیہ طریقے سے شاہی محل میں لے آئے۔ راجہ نے اپنی اصلی راج کماری کو دیکھا تو اسے یقین ہو گیا کہ دوسری راج کماری واقعی نقلی عورت ہے اور

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کسی پُراسرار طاقت کے ذریعے اس کی بیٹی کا رُوپ دھارے ہوئے ہے۔ جب اس نے کیسری کو بلوا کر اصلی راج کماری دکھائی تو وہ بھی سکتے میں آ گئی۔ اب اس نے بھی فیصلہ کر لیا کہ نقلی راج کماری کو اندھے کنوئیں میں گرا کر ہی دم لے گی کیوں کہ کچھ معلوم نہیں کہ یہ کون جادوگرنی ہے۔

کیسری نقلی راج کماری یعنی ماریا کو سیر کے بہانے محل کے پچھواڑے والے ویران باغ میں لے گئی۔ یہاں جنگلی پھول اُگے ہوئے تھے۔

کیسری نے ماریا سے کہا:

"راج کماری جی! یہاں ایک کنواں ہے۔ کہتے ہیں کہ جو کوئی اس کنوئیں میں جھک کر کوئی چیز مانگتا ہے تو اسے وہ چیز مل جاتی ہے۔"

ماریا کو ایک دم عنبر ناگ کیٹی کا خیال آ گیا۔ اُس نے کہا:

"کیا تم سچ کہتی ہو کیسری؟"

"ہاں راج کماری جی! یہاں کئی لوگوں نے اپنے دل کی مرادیں پائی ہیں۔ میری ماں بیمار ہوئی

تھی تو میں نے بھی اس کنوئیں میں منہ ڈال کر دُعا مانگی تھی کہ میری ماں اچھی ہو جائے اور میری ماں اچھی ہو گئی تھی۔ یہ بات کسی کسی کو ہی محل میں معلوم ہے۔"

ماریا نے بے تاب ہو کر کہا:

"مجھے اس کنوئیں پر لے چلو۔ میں بھی ایک دعا مانگوں گی۔"

کیسری بڑی خوش ہوئی۔ اس کا تیر ٹھیک نشانے پر بیٹھا تھا۔ وہ ماریا کو درختوں اور جنگلی گھاس میں سے لے کر اندھے کنوئیں کے پاس لے آئی۔ یہ کافی گہرا کنواں تھا اور اس میں گرا ہوا انسان کبھی باہر نہیں نکل سکتا تھا۔

کیسری نے کہا:

"راج کماری جی! اس طرف کنوئیں کی منڈھیر پر کھڑی ہو کر نیچے جھانکیں اور جو دُعا مانگنی ہے اسے اپنے دل میں دُہرائیں آپ کی دعا فوراً پوری ہو جائے گی۔"

ماریا خوشی خوشی کنوئیں کی منڈھیر پر آ کر کھڑی ہو گئی۔ کیسری بڑی چالاکی سے اس کے پیچھے آ گئی۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

جونہی ماریا نے سر آگے جھکا کر دعا مانگی کہ اسے عنبر ناگ کیپٹن مل جائیں تو پیچھے سے اسے کیسری نے دھکا دے دیا۔

ایک چیخ کے ساتھ ماریا اندھے کنوئیں میں گر پڑی۔ اگر وہ غیبی حالت میں ہوتی تو فوراً اوپر آ جاتی مگر وہ گر ہی نہیں سکتی تھی۔ لیکن وہ انسانی جسم کی حالت میں تھی۔ وہ دھڑام سے نیچے اندھے کنوئیں کے گھاس پھونس پر گری اور نیم بے ہوش سی ہو گئی۔ کیسری دوڑی دوڑی راجہ کے پاس پہنچی اور اسے بتایا کہ نقلی راج کماری کو اندھے کنوئیں میں پھینک دیا گیا ہے۔ راجہ نے خوش ہو کر اسے اپنے گلے کا ہار انعام میں دیا اور جوتشی سے کہا کہ اس اندھے کنوئیں کو اوپر سے بند کروا دیا جائے۔

جوتشی کے حکم سے فوراً اندھے کنوئیں کے اوپر لکڑی کے شہتیر ڈال کر مٹی اور گارے سے اسے بند کر دیا گیا۔ ماریا کو ہوش آیا تو اس نے اپنے آپ کو تاریک کنوئیں میں پایا جس کا منہ اوپر سے بند کر دیا گیا تھا۔ اگرچہ ماریا انسانی حالت میں تھی مگر آخر وہ ایک غیبی عورت تھی۔ وہ مر نہیں سکتی تھی۔

وہ کنوئیں میں بند ہو گئی تھی مگر زندہ تھی۔ وہ اوپر نہیں آ سکتی تھی۔

راجہ نے اصلی راج کماری پشپاولی کو کچھ نہ بتایا اور اسے پیار کر کے کہا:

"بیٹی اب کبھی اکیلی جنگل میں مت جانا۔"

اصلی پشپاولی راجکماری کہنے لگی:

"پتا جی! مجھ سے بڑی بھول ہو گئی تھی۔ اب کبھی ایسا نہیں کروں گی۔"

راجہ اب شاہی جوتشی کی طرف گیا اور اس سے پوچھا:

"نقلی پشپاولی تو اندھے کنوئیں میں اپنے آپ مر جائے گی اب یہ بتاؤ کہ میں اپنے قاتل کو کہاں تلاش کروں؟ حساب لگائیں اور بتائیں کہ وہ اس وقت کہاں ہے؟"

جوتشی نے فوراً پوتھی کھول کر حساب لگایا اور راجہ سے بولا:

"مہاراج! ہم سے چوک ہو گئی کہ وہ فرار ہو گیا۔ اب میرا حساب صرف اتنا ہی بتا رہا ہے کہ وہ پُراسرار نوجوان اسی شہر کے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اردگرد کہیں موجود ہے۔ میں آج رات ایک بار پھر ہون کر کے منتر پڑھوں گا اور معلوم کروں گا کہ یہ پر اسرار نوجوان اور آپ کا دشمن ٹھیک کس مقام پر ہے۔"

شاہی جوتشی نے ایک بار پھر منتروں والے ہون کی تیاری شروع کر دی۔

دوسری طرف ناگ سانپ کی شکل میں جب گھاس میں گھسا تو آگے نکل گیا کیوں کہ اسے خطرہ تھا کہ گھوڑ سواروں کے پاس تلواریں ہیں وہ اسے نقصان نہ پہنچا دیں۔ کافی آگے جا کر وہ سیاہ عقاب بن کر پھڑ پھڑاتا ہوا اُڑ گیا۔ درختوں کے اوپر جا کر اس نے دیکھا کہ چاروں گھوڑ سوار شاہی محل کی طرف دوڑے جا رہے تھے۔ ناگ نے سوچا کہ یہ لوگ اسے کیوں قتل کرنا چاہتے تھے؟ ناگ کو ماریا کی خوشبو بہت ہلکی ہلکی آ رہی تھی۔ اس نے شاہی محل کے اوپر ایک چکر لگایا۔ اسے ماریا کی خوشبو ویسی ہی ہلکی ہلکی آ رہی تھی۔ ناگ کو خیال آیا کہ ماریا کو شہر کی چار دیواری کے باہر جو کھیت اور درختوں کے جھنڈ میں دیہاتی آبادی ہے وہاں تلاش کرنا چاہیے۔ کافی دیر اڑنے

کے بعد ناگ واپس محل کے اوپر آیا تو اب اسے ماریا کی خوشبو بالکل نہیں آ رہی تھی۔

کیوں کہ اس وقت ماریا کو اندھے کنوئیں میں دھکیل کر کنواں بند کر دیا گیا تھا۔

O

آگے کیا ہوا جاننے کے لیے

اگلی قسط نمبر ۱۱۵ "خطرناک تجربہ"

پڑھیے۔

PVL
PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

عنبر ناگ ماریا کیٹی اور خلا میں

اے حمید

۱۰۱ خلائی جہاز کی ممی ۴/۵۰
۱۰۲ غیبی خلائی شیطان ۴/۵۰
۱۰۳ ماریا دوزخ میں ۴/۵۰
۱۰۴ خلائی کمرہ ۴/۵۰
۱۰۵ مُردوں کا ستارہ ۴/۵۰
۱۰۶ خونخوار انسانی کھوپڑی ۴/۵۰
۱۰۷ خطرناک طلسمی روشنی ۴/۵۰
۱۰۸ ہیبت ناک قلعہ ۴/۵۰
۱۰۹ غیبی شیشہ ۴/۵۰
۱۱۰ ماتا دیوی کا گدھ ۴/۵۰
۱۱۱ آدھی عورت آدھا سانپ ۴/۵۰
۱۱۲ عنبر اور خلائی مخلوق ۴/۵۰
۱۱۳ کیٹی اور زندہ لاش ۴/۵۰
۱۱۴ ماریا طوفانی رات میں ۴/۵۰
۱۱۵ خطرناک تجربہ
۱۱۶ سانپ کا قیدی
۱۱۷ موت کی چھلانگ
۱۱۸ مُردے کی موت

اقرأ
نیا مکتبہ اقرأ
۸ شاہ عالم مارکیٹ لاہور-۸